رسالہ برائے ضروریات طریقہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ

مسماۃ بہ

معمولاتِ سیفیہ اُردو

از تالیفات

پیر محمد عابد حسین سیفی

شعبۂ نشر و اشاعت

ادارہ سیفیہ

تالاب والی مسجد، باغبانپورہ، لاہور

حسب ارشاد پیر طریقت آفتاب ولایت شیخ الشیوخ حضرت
اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی خراسانی مدظلہ

معمولات سیفیہ اردو

از تصانیف پیر محمد عابد حسین سیفی
مہتمم دارالعلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ

شعبہ نشر و اشاعت
ادارہ سیفیہ
مرکزی جامع مسجد تالاب والی، باغبانپورہ، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴

نام کتاب — معمولات سیفیہ اُردو

تالیف — پیر محمد عابد حسین سیفی

پروف ریڈنگ — پروفیسر مشتاق احمد حنفی ریناله خورد

باہتمام : علامہ مفتی احمد دین نوگیروی ، ادارہ سیفیہ مرکزی جامع مسجد تالاب والی ، باغبانپورہ ، لاہور

ملنے کا پتہ

(۱) دار العلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ ، نادر آباد ، بیدیاں روڈ ، لاہور کینٹ ۔ فون : ۵۷۲۱۶۰۹

(۲) مکتبہ قادریہ ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

(۳) مکتبہ سیفیہ ، راوی ریحان ، مین بازار کالا شاہ کاکو

(۴) مکتبہ سیفیہ بابا فرید کالونی ، نزد چونگی امر سدھو ،

(۵) عامر برادرز ، الوہاب مارکیٹ ، اُردو بازار ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہ ربّ العٰلمین ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ
الکریم والعاقبۃ للمتقین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین
اشھدُ اَنْ لّآ اِلٰہ اِلّا اللہُ وَاَشھدُ انّ محمّدًا عبدہٗ
ورسولہٗ رضیتُ باللہِ ربًّا وّ بالاسلامِ دینًا وّبمحمّدٍ
نبیًّا وّرسولاً وبالشمسِ العرفانی والقیّومِ الزّمانی اخند
زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مُرشدًا۔
اللّٰھُمّ اعطِنا حُبّکَ وحُبّ مَنْ یُحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ
یُقرّبُنِیْ اِلیٰ حُبّکَ واجعَلْ حُبّکَ اَحبّ الْاَشیاءِ
اِلَیْنا مِنَ الْماءِ البارِدِ لِلعَطشانِ یا ذَا الْجلالِ وَالْاِکرام
اَللّٰھُمَّ اسقِنِیْ بِکاسِ محمّدٍ صلّی اللہُ تعالیٰ علیہ
وَسلّمَ شَرْبَۃً لَّا اَظمأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلّی اللہ تعالیٰ وَسَلّمَ عَلیٰ
سَیّدِنا وَمَوْلٰنا مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔
اِلیٰ یوم الدین۔

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم براہ ثنا ما نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد

محمدؐ از تو مے خواہم خُدا را | الٰہی از تو عشقِ مصطفٰے را!
دگر لب ما مکن مظہر فضولیست | سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

امّا بعد اِس کتاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ معصومیہ موتویّۃ ہاشمیّۃ سیفیہ کے فیوضات و معمولاتِ درج کیے گئے ہیں تاکہ ہر طالب کو راہِ طریقت کے لیے نشانِ منزل کا کام دے سکیں۔ لیکن ایک بات قابلِ توجہ ہے کہ بغیر کسی مرد کامل و مکمل کی رہنمائی کے یہ راستہ طے کرنا ناممکن ہے۔

وارث شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

بناں مُرشداں راہ نہ ہتھ آون
بناں دُدھ نہ رجھدی کھیر میاں

ہر آں کاری کہ بے استاد باشد | یقین می دان کہ بے بنیاد باشد

ہر وہ کام جو اُستاد کے بغیر ہو، یقین رکھ کہ وہ بے بنیاد ہے۔ اور پھر سچّی طلب بھی شرط ہے جب تک صدق طلب اور فیض دینے والے سے سچّی عقیدت و محبت نہ ہو تو مرد راہ دان سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جتنی طلب سچّی اور شیخ سے محبّت کامل ہو گی اتنا ہی فیض ملے گا۔ ایک عاشقِ صادق کے لیے دیدار مُرشد عبادت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ حضرت سُلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

مُرشد دا دیدار ہے باہو
مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ہُو
باہجھوں عشق کُجھ نہ بھیوے باہو
بھانویں مریئے وِچ مدینے ہُو

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق سے اصل حیات موت ہے اس پر حرام

حتیٰ کہ وجد اور جذب کی لذت سے بھی بہرہ ور ہو گا۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا!

انسانی زندگی کا مقصد صرف یہی ہے جیسے ربِ کائنات نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔	ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔

زندگی آمد برائے بندگی ، زندگی بے بندگی شرمندگی

معرفت فانی شدن در دی بود ہر کہ فانی نیست عارف کَے بود

اگر انسان یہ فانی زندگی خالقِ حقیقی کی یاد میں صرف کر دے تو حیاتِ ابدی و سرمدی سے نوازا جاتا ہے۔ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر پیش ہو گا۔ بصورت دیگر سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس رسالے میں صرف وہی معمولات مذکور ہیں جو قیوم زمان غوثِ جہاں شہباز طریقت و حقیقت سرفراز مقام عبدیت و صدیقیت حضرت سیدنا و مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف پیرارچی خراسانی مدظلہ نے عطا فرماتے ہیں۔ جن کا وجود ہمارے لیے ایک رحمت ہے جنھوں نے اپنے شب و روز اللہ کی رضا اور خدمت دین کے لیے وقف کر رکھے ہیں۔ ایسے کاملین روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مبارک کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے ایک وقت آئے گا کہ شہباز طریقت و حقیقت کو ہر کوئی پکار کر یوں کہے گا:

جو قیس بے قرار کسی کی طلب میں تھا

جنسِ وفا کا ہائے خریدار اب کہاں

جو سر فروش حق کے لیے جاں بکف رہا

وہ جاں نثار احمد مختار اب کہاں

تھا فقر کا کمال کہ انوار ذات تھے
وہ شبلی اور جنید کا دیدار اب کہاں

حضرت مبارک کے متعلق حضرت کے اپنے شیخ کامل و مکمل حضرت مولینا محمد ہاشم سمنگانی ارشاد فرماتے ہیں۔ جب حضرت مولینا نے خلافت نامہ عطا فرمایا۔ مقبولہٗ مقبولی و مردودہٗ مردودی اور خلافت مقیدہ کے بعد مطلقہ عطا فرماتی (ارشاد خط مبارک صاحب سطر نمبر ۱۰-۱۱) اور جو آپ نے خط تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ردیف کمالاتم (مکتوب حضرت مولینا صاحب سطر نمبر ۲)

پھر مبارک صاحب کی محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں :-

"کہ فراق اُخندزادہ بہ فقیر بسیار دشوار است نمیدانم سبب آن چیست)

(مکتوب حضرت مولانا صاحب سطر نمبر ۶-۷)

پھر اُس خط کے اندر پشتو شعر میں محبت کا اظہار اِس درد کے ساتھ فرماتے ہیں:-

خط می چی لکوری ورتہ جالہ
ماچی لیکو درتہ می ہدیدجہ لی دوسہ

(مکتوب حضرت مولانا صاحب سطر نمبر ۸-۹)

(ترجمہ) جب میرا مکتوب پڑھو تو گریہ وزاری اختیار کرو۔ کیونکہ خط لکھتے وقت مَیں بھی بہت رویا۔ ایک مجلس میں حضرت اخندزادہ مبارک کو یوسفِ زمان فرمایا اور خود بھی رو رہے ہیں اور رونے کی دعوت بھی دے رہے ہیں۔ دوسرے شعر میں یُوں فرماتے ہیں۔

خلق پہ یاری سلام وایہ
حُما دِسل کُلہ سلام پہ تاسو وینہ

(مکتوب حضرت مولانا صاحب سطر نمبر ۱۰-۱۱)

لوگو میرے دوست کو سلام پہنچاؤ۔ میری طرف سے سینکڑوں سلام ہوں۔ ایک سلام پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ سینکڑوں سلام۔

ایک مجلس میں مبارک صاحبؒ کے بارے میں فرمایا۔

کہ حکومت بادشاہی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ اور بادشاہی وزارت کے بغیر۔ اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارکؒ میرا وزیر ہے۔ الحمدللہ خدا کا شکر ہے۔ خدا نے ہمیں ایسے کامل و مکمل ولی کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ حضرت مبارک صاحب اس زمانے کے حضرت مولٰنا محمد ہاشم سمنگانی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر و فکر کی توفیق عطا فرمائے اور آداب شیخ ہمیشہ محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عالمِ امر

عالمِ امر سے مُراد ترکیب عناصر سے خالی جن کو صرف کُن کے اشارے سے پیدا کیا گیا ہے۔ عالم امر کا اِطلاق امرِ کُن سے پیدا ہونے والی تمام مخلوق پر بھی ہوتا ہے جیسے اِنسانی روحیں لطائف مجرّدہ عالمِ امر عرش کے اُوپر ہے۔ یہ عالم بغیر مادے کے پیدا کیا گیا ہے۔ عالم امر کے پانچوں لطائف یعنی قلب۔ رُوح۔ سر۔ خفی۔ اخفیٰ کی اصل جگہ عرش کے اوپر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے عالم امر کے ان پانچوں لطائف کو چند جگہ انسان کے جسم میں امانت رکھ دیا ہے تاکہ اِنسان ذکر الٰہی کے ذریعہ ان پانچ لطائف کے کمالات سے فیض یاب ہو سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکے۔ عالمِ امر کو عالمِ غیب۔ عالم ارواح۔ عالم لاہوت۔ عالم حیرت سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اِن سب کے مجموعے کو عالمِ مجرّدہ ذات بھی کہتے ہیں۔ آیۃ کریمہ۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اس میں اُس عالم امر و خلق کی طرف اشارہ ہے۔

عالمِ خلق ۔ مادہ عناصر اربعہ سے پیدا ہونے والی مخلوق کو عالمِ خلق سے یاد کرتے ہیں ۔ جیسے فلکیات وارضیات وغیرہ یہ پانچوں لطائف نفس ۔ ہوا ۔ پانی ۔ آگ اور مٹی سے مرکب ہیں ۔ عالمِ خلق عرش کے نیچے سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے ۔ عالمِ خلق کے پانچوں لطائف کی جڑ عالمِ امر کے پانچوں لطائف ہیں ۔ یعنی نفس کی جڑ قلب ۔ ہوا کی جڑ رُوح ۔ پانی کی جڑ سر ہے ۔ آگ کی جڑ خفی اور خاک کی جڑ اخفیٰ ہے ۔ (مکتوباتِ معصومیہ ۔ مکتوب نمبر ۴ ۔) عالمِ خلق کو عالمِ اسباب ۔ عالمِ اجسام ۔ عالمِ شہادت ۔ عالمِ ناسوت کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے ۔ ان سب کے مجموعے کو عالمِ معادیات بھی کہتے ہیں ۔

نقشہ لطائف سبعہ و زیر قدم

نمبر شمار	نام لطائف	انوار	زیر قدم	مقام لطائف
۱	قلب	زرد	حضرت آدم علیہ السلام	بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ۔ داخل سینہ
۲	رُوح	سرخ	حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام	دائیں پستان کے نیچے دو انگشت مائل بہ پہلو
۳	سر	سفید برفانی	حضرت موسیٰ علیہ السلام	بائیں پستان کے برابر اوپر سینہ کی طرف
۴	خفی	سیاہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	دائیں پستان کے برابر اوپر سینہ کی طرف
۵	اخفیٰ	سبز	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	وسط سینہ سر اور خفی کے درمیان
۶	نفسی	خاک کی مانند		سر کے بالوں کی جڑوں کے نیچے منبت الشعر
۷	قالبی	آتش نما		وسط دماغ

لطائف کی مختصر تشریح اور تاثیر ۔

(۱) لطیفہ قلب :

ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محبت اس کی تاثیر ہے لطیفہ کا حرکت کرنا دفع غفلت اور دفع شہوت ہے ۔

(۲) لطیفہ رُوح : لطیفہ روح پر اسم ذات کی تجلیٔ صفات کا ظہور اور اُس کا حرکت کرنا اور غصہ و غضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں اصلاح و سکون ہے۔

(۳) لطیفہ سر : لطیفہ سر پہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات و اعتبارات کا ظہور اور لطیفہ سر کا حرکت کرنا ہے یاد رہے یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے۔ اس کی تاثیر تمام حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلف مال خرچ کرنے اور فکر آخرت کی بیداری ہے ۔

(۴) لطیفہ خفی : صفات سلبیہ تنزیہیہ کا ظہور اور لطیفہ کا حرکت کرنا (یعنی جاری ہو جانا اور عجیب و غریب احوال کا ظہور ہے اس کی تاثیر حسد۔ بُخل۔ کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات ہو جانا ہے ۔

(۵) لطیفہ اخفیٰ : مرتبہ تنزیہیہ اور مرتبہ احدیت مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور و شہود سے وابستہ ہے اور یہ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ اس کی علامت بلا تکلف ذکر کا جاری ہونا اور قُرب ذات کا احساس و شہود ہے اس کی تاثیر تکبر۔ فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مہلک روحانی امراض سے آزادی پانا اور حضور و اطمینان کے اصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

(۶) لطیفہ نفسی : اس کی تاثیر نفسانیت اور سرکشی کے مٹ جانے عجز و انکساری کا مادہ پیدا ہونے اور ذکر میں ذوق و شوق بڑھ جاتا ہے۔

(۷) لطیفہ قالبی : یہ عالم خلق کا دوسرا لطیفہ ہے لیکن درحقیقت یہ لطائف اربعہ ۱۔ ہوا۔ ۲۔ پانی۔ ۳۔ آگ۔ ۴۔ مٹی پر مشتمل ہے۔ اس کی تاثیر تمام بدن یعنی بال بال میں ظاہر ہوتی ہے۔ رزائل بشریہ اور علایق دنیویہ سے مکمل رہائی پا لینے سے ظاہر ہوتی

ہے ۔ یاد رہے کہ یہ کیفیت فنا یہ لطائف حاصل ہونے کے بعد ہوتی ہے ۔

طریقہ نفی اثبات

نوٹ : قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیّت وصدیقیت حضرت مُبارک اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہٗ کا مکتوب شریف اِس فقیر کے نام نفی اثبات کے متعلق موجود ہے ۔ اصل متن پیش خدمت ہے ۔

مکتوب گرامی (فارسی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات، تحریر میگردد محبِّ من مولوی صاحب محمد عابد حسین لاہوری سرورکوٹی ۔

السلام علیکم والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ خصوصًا علیٰ عبادہ الَّذِیْنَ اصطفیٰ ۔ بعد از تقدیم وسلام کہ طریق مسنونہ خیر الانام است مطلوب اینست کہ محبت نامہ ہایت متوصل شدہ کہ آن دارای مطالبی بودہ است ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مطالب شمارا دو بعد حینِ پاسخ خواہم نوشت واکنون بحل مطلبِ آن مکتوب شما میپردازم کہ تاریخ نداشت ۔ وطریقہ نفی واثبات را ۔ معہ ترجمہ فارسی خواستار شدہ بودید اینک نخست بہ ترقیم وترجمۂ آن می پردازم ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(نیست ہیچ احدی لائق عبادت مگر یک معبود برحق است)

سالک لسانِ خویش را بہ حُنک اعلیٰ الصاق کند لب بلب ودنداں بدنداں بندد ۔ ونفس راحبس کند بشدّت بر قلب زند بحیثِ کہ حرارتِ اثرِ ذکر درسائر لطائف عالم امر ظاہر گردد ۔ ہرگاہ نفس تنگی کرد بہ غدد و نزنفس را برآرد وبخیال (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)

بگوید ۔ و بزبان حال ایں دُعا را بخواند ۔

الٰہی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِیْ مَحَبَّۃَ ذَاتِکَ وَمَعْرِفَۃَ صِفَاتِکَ ۔

و باز بہمین طرز بر سر کار ذکر رود

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط در، لانفی ازیں چہار معنی یکی را در لحاظ نگہ میدارد ۔ تا چند مدت مناسب، کہ دریں معنی در دل راسخ شود ۔

اوّل : لامعبود اِلَّا اللّٰہُ ط

دوم : لامقصود اِلَّا اللّٰہُ ط

سوئم : لاموجود اِلَّا اللّٰہُ ط

چہارم : لامطلوب اِلَّا اللّٰہُ ط

جواب نامہ دیگر شما را جدا گانہ خواہم منتظر بود باشید ۔ توصیہ ۔ بہ خلفاء و یاران انجا تفہیم گردده ۔ کہ مُنتسبیّن و مسترشدین را ۔ بہ حفظ و امنت باللہ و شش کلمہ ۔ توجہ و تکلف سازند امر را مہمل نہ انگارند ۔

و فقیر نیز باقتضای وقت و مصلحت مسئلہ، بہ عون معین حقیقی تعالیٰ خواہم توانست کہ در اسرع اوقات بہ جواب سوالات شما بپردازم ۔ انشاء اللہ تعالیٰ در اخیر گلدستہ تسلیمات فقیر انہ خویشر ابخدمت مجمع الفضائل محمد عبد الحکیم صاحب شرف نقشبندی ، قادری و سائر خلفاء و مسترشدین

آنجا ۔ میرسانم ۔ فقط فقیر سیف الرحمٰن اخندزاده پیرارچی خُراسانی ۔

ترجمہ : مکتوب گرامی حضرت مُبارک صاحب مدظلہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

بعد الحمد والصلوٰۃ ۔ دعوت و تبلیغ کے لیے لکھا جا رہا ہے ۔ میرے پیارے

مولوی صاحب محمد عابد حسین تم پر سلامتی ہو اور راہ ہدایت پر چلنے والے خاص کر اُن بندوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ کے لیے چُن لیا ہے۔ سلام نیاز ہو۔ سلام کے بعد جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ آپ کا محبت نامہ موصول ہوا جو مطالب اور مقاصد سے لبریز ہے۔ اللہ رب العزت نے چاہا تو آپ کے مطالب و مقاصد کا وقتاً فوقتاً جواب لکھوں گا۔ لیکن اب آپ کے اس مقصد کو بیان کرنے میں مشغول ہوتا ہوں۔ آپ نے خط میں تاریخ کا اندراج نہیں کیا۔ آپ نے نفی اثبات کا طریقہ فارسی زبان میں پوچھا ہے۔ تو لیجئے سب سے پہلے فارسی میں نفی اثبات کا طریقہ:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

(اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے)

نفی اثبات کا طریقہ: اِس راہ پر چلنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ نفی اثبات کی مشق کرنے لگے تو اپنی زبان کو مُنہ کے اُوپر والے حصّے یعنی تالو کے ساتھ پیوست کر ڈالے۔ دونوں لب آپس میں ملائے۔ اوپر اور نیچے کے دانت بھی ملائے اور سانس کو بند کر ڈالے۔ اور لا کا کلمہ ناف سے سر کی آخری حد یعنی قالبی تک تصوّر کے ساتھ بذریعہ سانس کھینچے اور اِلٰہ کا کلمہ پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائے اور اِس جگہ سے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب پورے خیال کے ساتھ دل پر لگائے یہاں تک کہ ذکر کی حرارت کا اثر تمام عالم امر کے لطائف میں ظاہر ہو۔ جب سانس میں سالک دقّت محسوس کرے۔ تو سانس کو طاق پر خالی کر دے۔ یعنی اگر وہ حبس دم میں نفی اثبات کا ذکر دس مرتبہ کر چکا ہے۔ اور سانس میں تنگی محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس کو خالی کر دے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا خیال کرے یعنی خیال سے ادا کرے (اور محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو بمثل مُہر دل پر تصوّر کرے) نفی اثبات شروع کرنے سے پہلے یہ دُعا پڑھے :-

اِلٰہِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِیْ مَحَبَّۃَ ذَاتِكَ وَمَعْرِفَۃَ صِفَاتِكَ ۔

اے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے ۔ مجھے تیری ہی رضا مطلوب ہے ۔ مجھے اپنی ذات کی محبت عطا فرما ۔ اور اپنی صفات کی معرفت اور پہچان نصیب فرما ۔ پھر اس طرح نفی اثبات کا ذکر کرتا رہے ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

جب کلمہ لا کہے تو چار معنوں میں سے کسی ایک کی نفی کا خیال دل میں پختہ رکھیں ۔

(۱) اوّل : لامعبود : اِلَّا اللّٰہ (کوئی معبود نہیں مگر اللہ)

(۲) دوم : لامقصود : اِلَّا اللّٰہ (کوئی مقصود نہیں مگر اللہ)

(۳) سوم : لاموجود : اِلَّا اللّٰہ (کوئی موجود نہیں مگر اللہ)

(۴) چہارم : لامطلوب : اِلَّا اللّٰہ (کوئی مطلوب نہیں مگر اللہ)

کچھ عرصہ کی مشق کے بعد اس کے معنی دل میں پختہ ہو جائیں گے ۔ آپ کے دوسرے خط کا جواب علیحدہ لکھوں گا ۔ آپ انتظار رکھیں ۔

وصیّت : یعنی لاہور پنجاب کے دوستوں اور خلفاء کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے مُریدوں کو ایمان کی صفتیں ۔ یعنی ایمان مفصّل و ایمان مُجمل اور چھ کلمے یاد کریں اور کروائیں اس حُکم کو معمولی خیال نہ کیا جائے ۔ یعنی عبث نہ سمجھا جائے ۔ اس ناچیز کو حضرت مبارک صاحب نے حکم فرمایا کہ نماز جنازہ بھی اور روزمرّہ کے دیگر مسائل کا یاد کرنا بھی ضروری ہے ۔ عام سالک کے لیے مالا بُدّ منہ اور خلفاء کے لیے کم از کم بہارِ شریعت کا مطالعہ اور اس کے مسائل یاد کرنا ضروری ہیں ۔

فقیر سیف الرحمٰن بھی وقت کے تقاضے اور سلسلہ کی مصلحت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے آپ کے سوالات کے جواب کے لیے جلدی وقت نکال سکے گا ۔ اگر اللہ

نے چاہا۔ اور آخر پر سلام و نیاز کا گلدستہ جناب مولانا علامہ فہامہ محمد عبد الحکیم صاحب شرف نقشبندی، قادری۔ باقی خلفاء۔ و مُریدین کو اِس جگہ پہنچا رہا ہوں۔

(فقط فقیر سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی)

مراقبات

مراقبہ ترقب سے مشتق ہے۔ اور اِس کا معنیٰ انتظار فیض کرنے کا ہے۔ اِس میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے۔ اِس لیے اُسے مراقبہ کہتے ہیں۔ راز الٰہی کے وقوف حاصل کرنے کے لیے آنکھ کان اور لب کو بند کرنا پڑتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

معمولات مظہریہ میں ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مراقبہ یہ ہے۔ کہ پہلے آنکھ بند کر کے لطائف عشرہ میں سے کسی ایک لطیفہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور باری تعالیٰ جل جلالہٗ کی جانب سے اُس لطیفہ پر فیض کا انتظار کرنا چاہیئے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ (رواہ مسلم) احفظ اللّٰہ تجاھک (رواہ احمد و ترمذی)

اور رسول اللہ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو۔ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر اُس کو نہیں دیکھتے تو وہ تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھو اپنے مقابل پاؤ گے۔

مذکورہ حدیث مراقبہ کی صاف وصریح دلیل ہے۔ اِس بات کا ہر دم دھیان رکھنا کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور اس کی جانب سے مراقبہ ہے۔ حضرت خواجہ خُرد فرزند حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی کتاب فوائح میں فرمایا۔ مراقبہ یہ ہے کہ اپنی طاقت وقوت اور اپنے احوال و اوصاف سے مُنہ پھیر کر جمال الٰہی کا شوق اور اس کے عشق ومحبت میں غرق ہوکر۔ خداوند تعالیٰ کے انتظار میں متوجہ ہوجانا ہمارے امام قبلہ حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا: کہ مراقبہ کا یہ طریق تمام راستوں سے زیادہ قریب ہے۔ مراقبہ کا ثبوت بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

(یعنی تو اپنے رب کو یاد کر جب تو اس کو بھول جاتے)

حضرت خواجہ معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے متعدد جگہ پر اپنے مکتوبات میں فرمایا کہ اِس آیۂ مبارکہ میں مراقبہ کا بیان ہے۔

مراقبہ تمام سلاسل کے بزرگوں کا معمول ہے۔ بالخصوص حضرات نقشبندیہ اس کو بہت ہی اہم سمجھتے ہیں جیسا کہ عبارت مذکورہ سے ظاہر ہوا کہ خدا تک رسائی کے لیے یہ راستہ تمام راستوں سے زیادہ قریب ہے چنانچہ علاّمہ ابوالقاسم قُشیری نے اپنے رسالہ میں زیرِ حدیث مذکور فرمایا: شیخ کا ارشاد ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ کہ اگر تو اُس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ یہ حالت مراقبہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ مراقبہ یہی ہے کہ بندہ یہ یقین رکھے کہ رب سُبحانہٗ وتعالیٰ اس کے ہر حال کو جانتا ہے۔ بندہ ہر دم اور ہر حال میں اس کا علم ویقین رکھے یہی بندہ کے لیے ہر خیر اور نیکی کی جڑ ہے۔ مراقبہ کا اصل مفہوم یہی ہے جو صاحب رسالہ قشیریہ نے بیان فرمایا ہے۔

در بیان شرائط مراقب و مراقبات

(۱) منجملہ مراقب کو چاہیئے کہ وقتِ مراقبہ کامل طہارت اور بجمیع خاطر اس طرح فیضانِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔ کہ سوا اصل مقصود اور کسی طرف میلان نہ ہو۔

(۲) یہ مراقبات ہر اُس شخص کے لیے فائدہ مند ہیں۔ جو اہل سُنّت والجماعت ہے اور اس کے بعد تائب ہوکر مرشد کامل و مکمّل سے اجازت حاصل کرچکا ہو۔

(۳) یہ مراقبات اِس وقت تجویز ہوتے ہیں۔ جبکہ مراقب مرشد کامل و مکمّل کی صحبت میں رہ کر لطائف عالم امر اور عالم خلق کی تکمیل کرے۔ اور ذکر الٰہی جاری ہوچکا ہو اور نفی اثبات کا جس طرح کہ ضروری ہے عامل ہو اس کے بعد مراقبات شروع کرے۔

(۴) ہر مراقبہ میں توقف ایام کی تعداد بھی مرشد موصوف کے حکم پر موقوف ہے۔

کوئی کمال بدوں استاذ کے حاصل نہیں ہوتا۔ تو جب اس راہ (طریقت) میں آنے کی توفیق ہو۔ استاذ طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیئے جس کے فیض و تعلیم و برکتِ صحبت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر و پیش بیا
بے رفیقی ہر کہ شد در راہ عشق
عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو۔ اس لیے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی۔ اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

یار باید راہ راتنہا مرو!
بے قلاؤز اندریں صحرا مشو

باطنی راستہ کے لیے کوئی رفیق ساتھ لے لو۔ تنہا اس راستہ کو طے کرنے کا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ تو تنہا اس کو قطع نہیں کر سکتا۔

(۵) ہر مراقبہ کی ایک کیفیت اور آثار ہوتے ہیں۔ مراقب کو چاہیے کہ سنن اور آداب طریقت کی پیروی (متابعت) کے خلاف نہ کرے۔ تاکہ اُس چاشنی اور کیفیت کو پالے اور اس سلسلہ میں ازحد کوشش کرے۔ نیز اگر کچھ اس سے معدوم ہو جائے تو اپنی کوتاہیوں کی طرف متوجہ ہو۔

ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائی کس کوتاہ نیست!

(۶) مراقبہ کے وقت بیٹھا رہے کہ اگر نیند کی حالت اُس پر طاری ہو۔ تو تجدید وضو کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مراقبہ میں کیفیت نیند بھی ہے۔ جیسا کہ علامہ بحرالعلوم نے شرح فقہ اکبر میں کرامات اولیاء کے باب میں تحریر کیا اور تفصیل اُسی مقام پر ہے۔

(۷) جو واقعات حالت مراقبہ میں اُس پر ظاہر ہوں۔ بحضور مرشد عرض کرے۔ بالخصوص عالم امر کے ظہور میں کہ اس مقام پر مشابہت بیچونیت کو دیکھے گا۔ اپنے آپ کو اس صورت میں دیکھ کر فریفتہ نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اس وادی میں سوئے ہوئے ہیں (یعنی اس مقام پر رہ گئے ہیں)

(۸) مراقب کو چاہیے کہ جن ایام کی گنتی پر مامور ہو اس میں غفلت اور سستی نہ کرے ہر طالب حق کو چاہیے کہ حتی الامکان کوشش کر کے مراقبات کی نیت کو یاد کرے۔ اور مشائخ کے طریقہ کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ جبہ اور دستار کا نام طریقت نہیں ہے۔ اس لیے مشائخ کا طریقہ اپنائیے اور اپنی منزل کی ضروریات اور تقاضوں کو پہچانیے۔

ہر جاہل و کاہل و کہن سال
کے لائق شخصیت راز اقبال!

ہر جاہل و غافل و سست انسان بزرگی اور اقبال کے لائق نہیں ہوتا۔ سالک کی تسلیک شیخ کامل و مکمل کی توجہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اگر مراقبہ کرنے والا ایسا ہو کہ اُسے حیات لطائف کی اطلاع ہی نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کمثل الحمار یحمل اسفاراً

(۹) طالب کو چاہیئے کہ مُرشد کے فیض اور توجہ کا ہر دم انتظار کرے بلکہ مُرشد کی توجہات سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے تاکہ مراقبہ معیّت سے حاصل ہونے والے ولایت صُغریٰ کے دائرے کو تیزی سے عبور کر سکے۔ ورنہ یہ مقام نہایت دشوار گزار ہے۔ ہزاروں سلوک کے راہی اِس وادی میں رُک کر اپنی ترقی کی منزلیں کھو بیٹھے ہیں اور اپنے آپ کی اور اپنے عروج کی کچھ خبر نہیں رکھتے اور وحدت الوجود کے قائل اِس مقام میں انا الحق اور تمام شطحیات کے اقرار میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بہرحال میرے کامل و مکمل مُرشد کی توجہات اِس مقام پر اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خاص طریقے سے اِس مقام سے سلوک طے کروا کے ولایت کبریٰ کے دائرے میں شامل کر دیتی ہیں۔ کہ طالب اپنی تیز رفتاری سے حیران رہ جاتا ہے اور اس کے بعد وحدت الشہود کے گلستانوں میں جس قدر دیکھتا ہے اہلِ سنّت والجماعت کے بلند پایہ علماء کی آراء سے اتفاق کے سوا کوئی چیز اُس کے مشاہدے میں نہیں آتی — اور وحدت الوجود کی تنگ دستہ عبارت سے کہ اُن کو بیان کرنا انتہائی دشوار ہے اور بے ہوشی اور مدہوشی کا مرکز ہے۔ آسان تشریح و طریقہ کے ساتھ اُس سے گزر کر دِل کا اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔

(۱۰) مراقبات شریف کی نیت فارسی میں یاد کرنا ضروری ہے۔ اردو صرف سالکین کے فائدے اور آسانی کے لیے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نے نیت فارسی میں مقرر فرمائی ہے اِس لیے دوسری زبان اختیار کرنے سے الفاظ بدل جانے اور فیض ختم ہو جانے کا اندیشہ اور ترقی رُک جانے کا خدشہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نیت وقوف مراقبات

در بیان نیت ہائے مراقبات!

(۱) نیت وقوف مراقبہ قلب :-

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ قلبی من بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ترجمہ : ذات حق کی جانب سے پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطے سے میرے لطیفہ قلبی میں فیض آتا ہے۔

(۲) نیت مراقبہ وقوف رُوح :

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ روحی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔ توقف روز

ترجمہ : ذات حق سے پیرانِ کبارؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے میرے لطیفۂ رُوح میں فیض آتا ہے۔

(۳) نیت مراقبۂ وقوف سِر :-

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ سری من بواسطۂ پیرانِ کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ : ذاتِ حق سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے میرے لطیفہ سری میں فیض آتا ہے۔

(۴) نیت وقوف مراقبۂ خفی :

انوار حمرات
6 سے 15 اپریل

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ خفی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ: ذات حق سے پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے میرے لطیفہ خفی میں فیض آتا ہے۔

(۵) نیّت وقوف مراقبۂ اخفیٰ — 11 سے 15 اپریل

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ اخفائے من بواسطۂ پیران کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ: ذاتِ حق سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے میرے لطیفۂ اخفیٰ میں فیض آتا ہے۔

(۶) نیّت وقوف مراقبۂ نفسی: — 16 سے 20 اپریل

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ نفسی من بالواسطہ پیرانِ کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ: ذات حق سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طفیل فیض میرے لطیفہ نفسی میں آتا ہے۔

(۷) نیّت وقوف مراقبۂ قالبی: — 21 سے 25 اپریل

فیض مے آید از ذات بیچون بلطیفۂ قالبی من بواسطۂ پیرانِ کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ: ذات حق سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طفیل فیض میرے لطیفہ قالبی میں آتا ہے۔

(۸) نیّت مراقبہ وقوف خمسۂ عالم امر — 26 سے 30

فیض مے آید از ذات بیچون بلطائف خمسۂ عالم امر من بواسطۂ پیرانِ کبارؒ۔ توقف روز

ترجمہ: ذات حق سے پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین کے طفیل میرے لطائف خمسہ عالم امر میں فیض آتا ہے۔ [ایک دن زیادہ ہوگیا]

(۹) نیّت مراقبہ وقوف خمسۂ عالم خلق: — 2 مئی سے 6

فیض مے آید از ذات بیچون بلطائف خمسۂ عالم خلق من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

توقف روز ۔ کے

ترجمہ : ذات حق سے پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین کے طفیل میرے لطائف خمسہ عالم خلق میں فیض آتا ہے ۔

(۱۰) نیت مراقبہ وقوف مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق :

فیض مے آید از ذات بیچون بر مجموعۂ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطۂ پیران کبارؒ ۔ توقف روز ۔ کے

ترجمہ : ذات حق سے پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین میرے مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق میں فیض آتا ہے ۔

(۱۱) نیّت مراقبۂ احدیّت :

فیض می آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع عیوب و نقصانات است و بی مثل است بلطیفۂ قلبی من بواسطۂ پیران کبارؒ ۔ توقف روز ۔

ترجمہ : ذات حق سے جو جمیع صفات و کمالات کی جامع ہے ۔ جمیع عیوب و نقائص سے پاک اور بے مثل ہے ۔ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلہ سے میرے لطیفہ قلبی میں فیض آتا ہے ۔

عالم امر و عالم خلق کی تشریح پہلے ہو چکی ہے (کیفیت) اِس مقام پر سالک خُدا کے جاہ و جلال اور اس کے تقدس پر اعتماد کرتا ہے اور یہ اسماء اور صفات کی ظلی سیر کہلاتی ہے ۔ اُس میں ہر وقت تصوّرِ اسم ذات (اللہ) رہتا ہے اور اِس سے پہلے اب تک جن کا ذکر کیا گیا ہے ۔

اسم ذات نفی اثبات بازگشت واسطہ اور مراقبہ احدیّت یہ تمام دائرہ امکان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ لہذا ہر ایک لطیفہ امر کا ایک جذب پیدا ہوتا ہے ۔ اور عروج حاصل کرتا ہے ۔ جو کہ ما فوق العرش ہے ، واصل ہو جاتے ہیں اور وہ اس قدر مضمحل اور

منہمک ہو جاتے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو فانی و معدوم سمجھتے ہیں۔ سالک کو مرشد کی توجہ سے عروج حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ دائرہ امکان کو عبور کرنے کے بعد دائرہ صغریٰ جو کہ دائرہ ثانی ہے ، میں سفر کناں ہوتا ہے۔

توجہ مُرشد اس مراقبہ کے تمام ہونے کی یہ علامت ہے کہ خطرہ ماسیوا اللہ دیر تک نہ آتے۔ خطرہ کی کئی قسمیں ہیں اُن میں سے بعض وہ جن کا دُور کرنا طالب کو ضروری ہے۔

خطرات کی قسمیں اور اُس کا علاج

(۱) خطرہ قلبی (۲) خطرہ نفسی (۳) خطرہ قالبی اِن میں سے ہر ایک کا علاج اور دفعیہ کی تدابیر جداگانہ اور ممتاز ہے۔

خطرات قلبی کا علاج یہ ہے کہ ذکر بہت زیادہ کرے۔ اور ذکر سے کسی وقت خواب اور بیداری میں غافل نہ رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

اللہ تعالیٰ کو ہر حالت میں یاد کرتے رہو۔ نیز اغیار سے تنہائی اور یکسوئی رکھے اور غذا کم بقدر مسنون کھاتے۔

خطرہ نفسی کا علاج یہ ہے کہ حبس دم کے ساتھ نفی و اثبات کی کثرت دیکھیں اور نفسانی امور میں نفس کی مخالفت کریں۔ نیز ذکر خفی اور مراقبہ کی مزادلت کے ساتھ جناب احدیت میں بہت گریہ وزاری کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً ۙ

یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہُوا۔

خطرات قالبی کا علاج ، تہلیل لسانی اور نوافل کی کثرت ہے۔ خصوصًا نوافل مسنونہ اور باوجود اس تمام ذکر و فکر کے پیر کامل کی توجہ ہر جگہ ضروری ہے۔ بغیر اس کے کوئی

کام پورا نہیں ہوتا۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

طالبین میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کو اِس مراقبہ میں انوار وغیرہ نظر آتے ہیں۔ اور یہ بھی مراقبہ کے پورا ہونے کی علامت ہے جو طالب کامل استعداد رکھتا ہے۔ اُس کو مراقبات قالبیہ میں فنائے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلقات قلبی زائل ہو جاتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کو فنائے قلب مراقباتِ نفس تک حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اگر شیخِ کامل و مکمّل چاہے تو اُس کی ادنیٰ توجہ سے فنائے قلب مراقباتِ قالبی تک حاصل ہو جاتی ہے اور مراقباتِ نفس کی نوبت بھی نہیں آتی۔

نیّت اصُول مراقبات

(۱۲) نیّت مراقبہ اصل قلب :-

الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السلام آن فیض تجلائے صفات فعلیہ خود کہ از قلب نبی علیہ السلام بقلب آدم علیہ السلام رسانیدہ بقلب من نیز برسانی بواسطۂ پیرانِ کبارؒ۔ توقف روز

ترجمہ : الٰہی میرا لطیفہ قلب نبی علیہ السلام کے لطیفہ قلب کے بالمقابل اپنی صفات فعلیہ کے فیض کا وہ تجلی جو نبی کریم علیہ السلام کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب تک تو نے پہنچایا۔ پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیل میرے لطیفہ قلب تک پہنچا۔

سالک کو چاہیئے کہ اپنے لطیفہ قلب کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجلیات افعالیہ الٰہیہ کا فیض تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب میں پہنچایا۔ پیرانِ کبارؒ کا

صدقہ یہ فیض میرے لطیفہ قلب میں پہنچا۔ اِس مراقبہ کے دوران تمام پیرانِ کبارؒ کے قلوب
میں حضرت پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم تک جو فیض کا ذریعہ ہیں تصوّر میں رکھیں۔ جو طالب
حضرت آدم علیہ السلام کی ولایت حاصل کر لیتا ہے۔ اُس کو اسم ذات (اللہ) سے شرف
اور سُرور حاصل ہوتا ہے۔ اور پیران کامل و مکمّل کے طفیل سے اُس کا لطیفہ قلب فیض
سے سیراب ہوتا ہے اور وہ اِس لطیفہ کے کمالات حاصل کرنے کے بعد صاحب لفظ ہو
جاتا ہے۔ یعنی وہ جو کچھ مُنہ سے نکالتا ہے اللہ تعالیٰ، پیرانِ کبارؒ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم
اور اپنے فضل و کرم سے پورا کرتا ہے اور اس کے وساوس اور خطرات شیطانی دفع ہو
جاتے ہیں اور اس کا قلب سلیم ہو جاتا ہے۔ وہ تلوین سے نکل کر تمکین سے فیض یاب
ہوتا ہے اور اُس لطیفہ میں اس کو فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ قلب کی
حفاظت کرے اور ماسوا اللہ کے غیر کو دل سے نکال دے اور پیر کامل و مکمل کے
رابطے کو قطع نہ کرے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے۔ تاکہ جو گوشت کا مضغہ بائیں پستان کے
نیچے داخل بہ سینہ ہے اور جو کہ لطیفہ قلب کی جائے امانت ہے، پاک اور صاف ہو۔
اور اُس میں سے انانیت ختم ہو جائے۔ کیونکہ ظاہری، باطنی روحانی جسمانی پاکیزگی قلب کی
اصلاح سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جس کا قلب سلیم اور صالح ہو جاتے اُس کا سارا وجود پاک
صاف ہو جاتا ہے۔ لطیفہ قلب کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔
اس لیے اس کو وراثت آدموی کہتے ہیں۔ سالک جب اس ولایت کو حاصل کر لیتا ہے تو
اُس وقت ولایت آدموی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ ولایت کا پہلا درجہ ہے۔ وراثت
آدموی والا فقیر ہر وقت توبہ میں مشغول اور ذات باری تعالیٰ سے عجز و انکساری اور
معافی اور توبہ کا طلب گار رہتا ہے۔ اپنی صفات رذیلہ کو اوصافِ حمیدہ میں بدلنے
کی کوشش میں رہتا ہے۔ ذرا سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ اور معافی میں مصروف ہو
جاتا ہے۔ تمام افعال میں اُسے حق کی جانب تجلیات اور انوارات نظر آتے ہیں۔ اور

جمیع افعال و اعمال میں ذاتِ حق کو وسیلۂ حقیقی جانتا ہے۔ یعنی تجلیاتِ افعالیہ الٰہیہ اس کے ہر فعل و عمل سے ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱۳) نیت مراقبہ اصل رُوح

الٰہی رُوح من بمقابل رُوح نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلاّی صفات ثمانیہ، ثبوتیہ حقیقیۂ خود کہ از رُوح نبی علیہ السلام بروح ابراہیم علیہ السلام و نوح علیہ السلام رسانیدہ بروح من نیز برسانی بواسطۂ پیران کبارؒ۔ توقف روز۔

ترجمہ: الٰہی میری روح نبی علیہ السلام کی رُوح کے بالمقابل اپنی صفات ثمانیہ، ثبوتیہ حقیقیہ کے فیض کا وہ تجلّی جو تُو نے نبی علیہ السلام کے لطیفہ رُوح سے حضرت ابراہیم و نوح علیہما السلام کے لطیفہ رُوح تک پہنچایا۔ پیران کبارؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طفیل، میرے لطیفہ رُوح تک پہنچاؤ۔

جو سالک نوحؑ و ابراہیمیؑ ولایت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ لطیفہ رُوح کے تمام کمالات اور درجات حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ لطیفہ روح کی ولایت حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے زیرِ قدم ہے۔ اس کا فقیر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اپنی کشتی کو اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس طرح حالات و واقعات کا مقابلہ کرتے ہوتے نفس اور شیطان سے جہاد کرتے ہوتے اپنے مقصود کی کشتی کو کنارے پر لگا دیتا ہے۔ اور وہ اس مشرب کا فقیر ابراہیم علیہ السلام کی طرح جذبہ رکھتا ہے۔ اور اپنے مخالفین یعنی نفس اور شیطان لعین کی فریب کاریوں اور مکاریوں سے بچ کر اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ کا اعلان کرتے ہوتے ماسوا اللہ سے مُنہ موڑ کر ہر وقت یادِ خُدا میں مشغول رہتا ہے۔ دشمنانِ اِسلام کی جلائی ہوئی آتش اُس کے لیے گلزار ابراہیمیؑ بن جاتی ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اِس مشرب والے ہیں توکل اور عشقِ الٰہی کا فیض آتا ہے اور اس میں صفات ثبوتیہ الٰہیہ کا فیض آتا ہے۔ اور وہ اپنی تمام صفات سُننے دیکھنے بولنے سوچنے کی صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ کی صفات دیکھتا ہے۔ اور انسان کی صفت کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے ثابت جانتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے۔ میرے صفات کمالیہ کچھ بھی نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی صفات کی وجہ سے قائم دائم ہیں۔ غرض کہ تمام مخلوق کی صفات میں صفات ثبوتیہ کی جلوہ گری دیکھتا ہے اور اِنہی سے اُن کا وجود قائم دائم سمجھتا ہے۔ اور یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے۔

(۱۴) نیت مراقبہ اصل سر۔ ا

الٰہی سرِ من بمقابل سِر نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلاتے شیونات ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام رسانیدۃ بہ سرِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ۔ توقف روز

ترجمہ: الٰہی میرا لطیفہ سر نبی علیہ السلام کے لطیفہ سر کے بالمقابل ہے۔ اپنی شیونات ذاتیہ کے فیض کا وہ تجلیٰ جو تو نے نبی علیہ السلام کے لطیفہ سر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سِر تک پہنچایا۔ پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طفیل میرے لطیفہ سر تک پہنچا۔

یعنی اپنے لطیفہ سر کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سِر کے سامنے تصور کرے۔ ہر مراقبہ کی نیت سے پہلے تصور کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔ لطیفہ سِر سے مُراد وہ راز ہے جو رُوح انسانی کا مُبداء ہے۔ جس کو عالمِ لاہوت بھی کہتے ہیں۔ عالمِ لاہوت سے مُراد روح (محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ یہ ایک لطیف کیفیت ہے۔ یہاں سالک پر بے شعوری میں ایسے احوال کا وُرود ہوتا ہے۔ جو واقعات مصرحہ لطائف قلب و رُوح سے ممتاز ترین ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ وہی سالک کر سکتا ہے۔ جس پر یہ حالات گزرے ہوں۔ اور یہاں سالک کو بسبب عشق الٰہی معرفتِ حق حاصل ہوتی ہے۔

(۱۵) نیت مراقبہ اصل خفی :

الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السلام ۔ آن فیض تجلای صفات سلبیہ خود کہ از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ توقف روز ۔

ترجمہ : الٰہی میرا لطیفہ خفی نبی علیہ السلام کے خفی کے بالمقابل اپنی صفات سلبیہ کے فیض کا وہ تجلی جو تونے نبی علیہ السلام کے خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی تک پہنچایا پیرانِ کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واسطہ سے میرے خفی تک پہنچا۔

اپنے لطیفہ خفی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رُو برُو خیال کرے ۔

فائدہ : اِس لطیفہ خفی کی جب تکمیل ہو جاتی ہے ۔ تو سالک اِس لطیفہ خفی کے ذکر کی وجہ سے وہ قُرب کا مقام حاصل کر لیتا ہے ۔ جس کی کراماً کاتبین کو خبر نہیں ہوتی۔ اور روز حشر میں ذکر خفی کا کرنے والا بہت اعلیٰ مقام پر فیض ہوگا ۔ اِس لطیفہ میں صاحبِ کمال فقیر ولایت کا چوتھا درجہ حاصل کر لیتا ہے ۔ عبادت ۔ ریاضت اور مجاہدہ سے کبھی نہیں تھکتا ۔ اِس درجہ پر پہنچنے والے فقیر کی یہ علامت ہوتی ہے کہ وہ اپنی ذات کی نسبت دوسروں کو فوقیت دیتا ہے ۔ خود رنج اُٹھا کر دوسروں کی تکلیفیں دُور کرتا ہے ۔ اپنے آپ کو عجز و انکساری میں رکھتا ہے (لطیفہ خفی سے مُراد نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کو عالم ہاہوت کہتے ہیں ۔ سالک پر جب اِس لطیفے کی کیفیات طاری ہوتی ہیں ۔ تو وہ معائنہ ذات کی بدولت واصل الی اللہ ہوتا ہے ۔

(۱۶) نیت مُراقبہ اصل اخفیٰ :

الٰہی اخفائے من بمقابل اخفائے نبی علیہ السلام آن فیض تجلای شان جامع خود کہ بہ اخفائے نبی علیہ السلام رسانیدۃ بہ اخفائے من نیز برسانی بواسطہ پیران کبارؒ ۔

ترجمہ : الٰہی میرا اخفیٰ نبی علیہ السلام کے اخفیٰ کی (توقف) بالمقابل (یعنی) اپنی شان جامع کے فیض کا وہ

تجلیٰ جو تو نے نبی علیہ السلام تک پہنچایا۔ پیران کبارؒ کے واسطے سے میرے اخفیٰ تک پہنچا۔ لطیفہ اخفیٰ ولایت محمدیؐ نعمت عظمیٰ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو یہ نعمت عطا ہو جائے۔ جس طرح سرکارؐ کی ذات والہ صفات تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہے۔ اسی طرح لطیفہ اخفیٰ کی ولایت کا فیض بھی ارفع و اعلیٰ ہے چونکہ لطیفہ اخفیٰ زیر قدم سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لیے اس لطیفہ کی تکمیل کے بعد جو کمالات سالک کو ہوتے ہیں وہ بہت ہی بلند و بالا ہیں۔ محمدیؐ ولایت والے فقیر کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت الٰہی کا مظہر باکمال ہوتا ہے۔ خلق محمدی صدق اخلاص للّٰہیت اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اس ولایت والے فقیر کا رابطہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذاتی ہوتا ہے۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری کا مصداق ہوتا ہے۔ شریعت کی پاسبانی اور پاس داری کرتا ہے۔ تجلیات دائمی حاصل ہوتی ہیں اور اگر کمال حاصل کرلے اور شیخ کامل و مکمل کی توجہ خاص اور محبت خاص کی بدولت مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وجودی بھی اس کو حاصل ہوتی ہے غرضیکہ جمیع کمالات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع کمالات و صفات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم احمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یہ فقیری میں بہت اونچا مقام ہے۔ ولایت محمدیؐ والا فقیر خود بھی باکمال ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی باکمال بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب طالب اس لطیفہ کی سیر کی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ تو وہ جو کچھ دیکھتا ہے۔ عین بعین ہو بہو دیکھتا ہے وہ صاحب حضورؐ ہوتا ہے۔ اس مراتبہ عالیہ کا سالک ولایت کے کل مراتب کے حصول کی استعداد رکھتا ہے۔ اس لطیفہ کا فیض حاصل کرنے والا سالک غلبہ عشق سے بیقرار ہو کر نہایت بیقراری سے عین حضوری اور بے حضوری میں هَلْ مِنْ مَزِيْد کا شور مچانے والا ہے کہ یٰلیت رب محمد لم یخلق محمد تھا مگر پلک جھپکنے کی دیر میں اس حال

سے گزر جاتا ہے۔ اور مقام یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ قاب قوسین او ادنیٰ پر کون پہنچ سکتا ہے۔ اس میدان میں لَا اِلٰہَ تک لاکھوں اور ہزاروں پہنچے ہیں۔ اور اِلَّا اللّٰہ تک سینکڑوں اور حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی کروڑوں میں ایک پہنچتا ہے۔ اس مقام میں کلمہ طیبہ کی حقیقت کی آگاہی ہوتی ہے اس لطیفہ میں سیر مع اللہ حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ : لطیفہ اخفیٰ سے مراد ذات بحت (خالص ذات) مرقبہ ہویت ہے۔ اس ذات کی توصیف میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ فرمایا گیا ہے اور اَللّٰہُ الصَّمَد بھی اور اسی کو ورا۔ الوراء ثم ورا۔ کہا جاتا ہے اور یہی ذات صفات و اعتبارات سے مبرا اور قید اطلاق سے منزہ ہے یہ وہ ذات قدسی ہے جس کے متعلق خود ارشادِ باری ہے۔ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ

(۱۷) نیّت مراقبۂ معیت :۔

فیض می آید از ذات بیچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و بہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرہ از ذرات ممکنات بہمراہی بیچون بمفہوم این آیۃ کریمہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ۔ بلطائف خمسہ عالم امر بواسطہ پیران کبارؒ

ذات حق جو آیت کریمہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے مفہوم کے مطابق میرے اور تمام ممکنات بلکہ ذرات ممکنات میں سے، ہر ذرہ کے ہمراہ ہے سے پیران کبارؒ کے واسطہ سے میرے لطائف خمسہ عالم امر تک فیض آتا ہے۔ توقف روز

(۱۸) نیّت مراقبۂ اقربیت :

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اسماء وصفات است کہ نزدیک تر است از من بمن واز رگ گردن من بمن بہ نزدیکی بلاکیف بمفہوم این آیۃ کریمہ :

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ط

بلطیفہ نفسی من باشرکت لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبارؒ۔

ترجمہ : ذات حق کہ اصل اسما۔ وصفات ہے آیت کریمہ :-

وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ۝

کے مطابق بلاکیف مجھ سے میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے سے بواسطہ پیران کبارؒ میرے لطائف خمسہ عالم امر مع میرے لطیفہ نفسی میں فیض آیا ہے۔

(توقف)

یہ مراقبہ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ سے لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔ اور میرے لطائف خمسہ عالم امر اس کے مورد فیض اور فیض کا منشا۔ دائرے اولیٰ ولایت کبریٰ ہے اور یہی ولایت صغریٰ کی اصل ہے۔

اقربیت کے معنی

اقربیت کے معنی کہ ظل کی اصل ظل کے ساتھ بہ نسبت ظل کے زیادہ نزدیک ہے (یعنی ظل خود اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے جتنا کہ اس کی اصل اُس سے قریب ہے) (یعنی ظل کی جو اصل ہے اس کو ظل کے ساتھ اتنا قریب ہے کہ نہ خود ظل اپنے سے اتنا قریب ہے اور نہ ظل کی اصل ظل سے اتنا قرب رکھتی ہے) اور یہی حال ہے "اصل کی اصل کی اصل" کا کہ وہ اپنے مابعد کی بہ نسبت ظل سے زیادہ قریب ہے جب یہ بات ہے تو اب سمجھ لیجئے کہ ذات واجب تعالیٰ جل جلالہ ممکن کے ساتھ بہ نسبت شیونات کے زیادہ قریب ہے اور شیونات کو ممکن کے ساتھ بہ نسبت صفات کے زیادہ قریب ہے اور صفات بہ نسبت ظلال صفات کے ممکن سے زیادہ نزدیک ہیں اور ظلال صفات ممکن کے ساتھ بہ نسبت ممکن کے زیادہ قریب ہے۔ یہاں کے حالات بے رنگ اور بے مزہ ہیں۔ جب نفس کے حالات قوت پکڑ جاتے ہیں۔ تو حالات قلبی فراموش ہو جاتے ہیں اور اس مراقبہ کے تمام ہونے کی علامت یہی ہے۔

(۱۹) نیت مراقبۂ محبت اوّل :

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم او را بمفہوم این آیۂ کریمہ۔

یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ

خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

ترجمہ : ذات حق جوکہ اصل اصلِ اسماء وصفات ہے۔

آیت کریمہ : یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ کے مطابق مجھے دوست رکھتی ہے۔ اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں سے بواسطہ پیرانِ کبارؒ میرے خاص لطیفہ نفسی کو فیض آتا ہے۔ اس کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے اور منشاء فیض ولایت کبریٰ کی قوس ہے۔ جو کہ دائرہ نمبر۱ اصل ہے اور لطیفہ نفس فیض کا محور ہے۔ یہ تینوں دائرے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں اعتبارات میں جو صفات و شیونات کی مبادی ہوتی ہے۔

اِس مقام میں شرح صدر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ اسمیں لطیفہ اخفیٰ کے کمالات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ لطیفہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنے تمام شیونات و صفات کے ساتھ لطیفہ اخفیٰ میں ظہور فرمایا۔ اور (اسمیں کیا شک ہے۔ کہ) جیسے ذات منکشف ہو جاتے۔ اُسے وہ تمام اُمور جو ذات سے نسبت رکھتے ہیں۔ منکشف ہو جائیں گے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ یعنی مجھے تمام پہلوں اور پچھلوں کے علوم عطا فرماتے یہاں مقام صبر و شکر اور رضا حاصل ہوتا ہے اور احکام شرع قبول کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ اور شہود کے بعد۔ یعنی ذات کا جو تعین علمی میں ظاہر اور مشہود ہوتا ہے۔ غرضیکہ نظر دقیق امور مذکورہ میں سے ہر ایک کا امتیاز کرتی ہے۔ اس مقام کے معارف کتاب وسنّت ہیں۔

۲۰ نسبت مراقبۂ محبت دوم

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء
و صفات است کہ دوست میدارد و مراد من دوست
میدارم او را بمفہوم این آیۂ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ
خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیرانِ کبار۔

ترجمہ: اس ذات سے فیض آتا ہے۔ جس کو میں دوست رکھتا ہوں،
اور وہ مجھے دوست رکھتی ہے۔ منشاء فیض ولایت کبریٰ کا تیسرا دائرہ ہے
جوکہ دائرہ ثانی کی اصل ہے۔ اور میرا نفس موردِ فیض ہے۔ بحرمت پیرانِ کبار
رحمتہ اللہ علیہم۔ اس کا مضمون بھی آئت مذکورہ سے لیا گیا ہے۔

۲۱ نسبت مراقبۂ دائرہ قوسی

فیض مے آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء
وصفات است و دائرہ قوسیت کہ دوست میدارد
مراد من دوست میدارم او را بمفہوم این آیۂ کریمہ
یحبہم و یحبونہ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطۂ پیران
کبار رحم

توقف روز

مراقبہ محبت ثالث اس ذات سے فیض آتا ہے
جس کو میں دوست رکھتا ہوں اور وہ مجھے دوست رکھتی ہے
منشاء فیض ولائیت کبریٰ کی قوس ہے۔
جوکہ دائرہ نمبر ۳ کی اصل ہے اور لطیفہ نفس میرے فیض
کی جگہ ہے۔ بحرمت پیراں کبار رحمتہ اللہ علیہم۔
اس کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے

(۲۳) نیت مراقبۂ اسم ظاہر :

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمّی باسم ظاہر است مفہوم این آیۂ کریمہ :
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ؕ
خاص بلطیفۂ نفسی من بواسطۂ پیران کبارؒ

توقف روز

ذات حق جو کہ اسم ظاہر کے ساتھ موسوم ہے۔
اس آیت کریمہ : هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ؕ سے پیرانِ کبارؒ کے واسطہ سے خاص میرے لطیفہ نفسی تک فیض آتا ہے۔
اگرچہ ولایت کبریٰ سے تزکیہ نفس حاصل ہو جاتا ہے اور تمام بُرائیاں اور خصائص رذیلہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن فخر و غرور اور رعونت ابھی باقی ہوتی ہیں۔ ان کو دُور کرنے کے لیے سالک کو مراقبہ اِس میں ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ سیرِ آفاقی کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔

(۲۴) نیت مراقبۂ اسم باطن :

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمّی باسم باطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایتِ ملاء الاعلیٰ است مفہوم این آیۂ کریمہ :
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔
بعناصر ثلثہ من کہ آب و باد و نار است بواسطۂ پیران کبارؒ

توقف روز

ذات حق جو اسم باطن سے موسوم ہے کہ منشاء ولایت علیاء ہے۔ جو کہ ولایت

ملاءِ الاعلیٰ ہے۔ اِس آیت کریمہ کے مفہوم کے موافق کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ دے پیران کبارؒ کے واسطہ سے سیرے عناصر ثلٰثہ یعنی آب و باد و نار میں فیض آتا ہے۔

ولایت کبریٰ اور اس میں باطن میں سیر شروع ہوتی ہے۔ اس کو ولایت عُلیا، اور ولایت ملائکہ کرام علیہم السلام کہتے ہیں۔ اس وقت سوائے عنصر خاک کے عناصر ثلاثہ کی تہذیب و تکمیل ہوتی ہے۔ اس مقام میں عناصر ثلاثہ باد آب آتش مورد فیض ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ سیرِ اسم الظاہر میں تھے اور یہ ولایت عُلیا کی سیر اسم الباطن میں ہے۔ اِن میں فرق یہ ہے کہ سیرِ اسم الظاہر میں تجلیات اسمائی و صفاتی ہیں۔ اور سیر اسم الباطن میں اگرچہ تجلیاتِ اسماء و صفات ہی ہیں لیکن ان کے ساتھ تجلی ذات بھی پردہ ہائے اسماء و صفات میں مستور ہوتی ہے۔

اِن ولایات کی مثال ظاہر و باطن کی ہے۔ مثلاً صغریٰ پوست، ولایت کبریٰ مغز ولایت کبریٰ پوست ولایت عُلیا مغز۔ عناصر ثلاثہ کی فنا و بقا۔ اسی دائرہ میں ہوتی ہے اور وہ اسم الباطن کے مسمیٰ میں مستہلک ہو جاتے ہیں۔ اِس مقام میں سالک ایسے تجلیات میں سیر کرتا ہے جو اسماء و صفات و ذات سے ملی ہوتی ہیں۔ جب سالک کے اجزائے جسم کہ اُن میں پانچ عالم امر کے تھے مصفّیٰ ہو گئے اور نفس جو کہ عالم خلق سے ہے۔ مُزکّیٰ ہو گیا اور عناصر ثلاثہ باد۔ آب۔ آتش کے رذایل متبدل ہو کر صفات حمیدہ سے متجلّٰی اور منوّر ہو گئے۔ اور عنصر خاک جو کہ انجام کار ان تمام اجزاء جسم کی معیّت میں بہت کچھ پاک و صاف ہو چکا ہوتا ہے تو سالک کو اس وقت دو پر پرواز عنایت ہوتے ہیں ایک اُن میں سے سیر اسم الظاہر کا ہے جو ولایت کبریٰ کی نہایت (انتہا) ہے اور دوسرا سیر اسم الباطن کا ہے۔ جو ولایت عُلیا کا منتہیٰ ہے۔ سالک اِس مرتبہ میں تجلیات اسماء و صفات الٰہی سے گزر کر تجلیات ذات اقدس کی (جو مقصودِ حقیقی ہے) سیر کے قابل ہو جاتا

ہے ۔ اس مقام میں ذکر تہلیل و نوافل بطول قیام و قرأت ترقی بخش ہوتے ہیں اور رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی غیر مستحسن ہے بلکہ عزیمت پر عمل کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ولایت ملائکہ کرام علیہ السلام کی ہے۔ اس لیے یہاں ملکیت کے ساتھ جس قدر زیادہ مناسبت ہوگی اتنا ہی جلد ترقی میسّر ہوگی۔ اس مقام کے حالات صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ اس وقت سالک کا باطن اسم الباطن کے مسمّٰی و مصداق ذات اقدس تبارک و تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس رمز کو جو سمجھنے والے ہیں وہی سمجھ جاتے ہیں اس ولایت سے سالک کے تمام بدن میں وسعت و فراخی پیدا ہو جاتی ہے اور لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں اور جو ارباب کشف ہیں وہ ولایت و زیارت ملائکہ کرام سے مشرف بھی ہوتے ہیں۔

لائق اخفاء اور اسرار کی باتیں سالک کے ادراک میں آتی ہیں۔ غرض مراقبہ اسم الباطن کا تعلق بھی باعتبار عناصر ثلاثہ علم الٰہی سے ہے کہ عناصر ثلاثہ کی کیفیات میں انانیت و ریا وغیرہ داخل ہیں۔ ان خصائل رذیلہ کو دفع کرنا اور خالق عناصر کی طرف متوجہ رہ کر حصولِ فیض کرنا اس مراقبہ کا ماحصل ہے۔

(۲۴) نیّت مُراقبہ کمالات نبوّت :

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیرانِ کبارؒ

ترجمہ روز

ذات بے چوں کہ منشاء کمالات نبوت ہے سے پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے فیض میرے عنصر خاک میں آتا ہے۔

یہ مراقبہ سرِ اسم الباطن کا نقطۂ عروج ہے اور تجلی دائمی کا درجہ اوّل ہے۔ اسماء وصفات سے گزر کر سالک ذات میں سیر کرتا ہے اور اس مقام کو کمالاتِ نبوّت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کمالات نبوّت کا عنصر خاک پر جو شے عجیب یعنی مظہر ذاتِ الہٰی ہے۔ نزع کے وقت سختی کا سبب یہی ہوتا ہے۔ کہ روح اپنے محبوب کی جائے ظہور سے مفارقت کرنا نہیں چاہتی۔ اِس عنصر میں نیستی محض اور دوسری جانب متجلی میں ہستی محض ہے۔ اَلْاَشْیَآءُ بِاَضْدَادِھَا یہاں حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے اور نگرانی اور بے قراری بے تابی و بے شوق سب رُخصت ہوجاتا ہے اور یقین کامل راسخ ہوجاتا ہے۔ اِس مقام میں حال و مقام و معرفت کوتاہ ہیں۔

لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَار (الآیۃ) اُس پر گواہ ہے۔

اتصالے بے کیف و بے قیاس ؎

ہست ربّ الناس را با جان ناس

یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے خاص بندوں سے جو اتصال ہے وہ کیفیت اور قیاس دونوں سے باہر ہے۔

یہاں وصول ہے حصول نہیں۔ وصول سے مُراد اللہ تعالیٰ کے عشق کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ یہاں مؤحد کی زبان سے توحید وجودی یا شہودی کی صدا نہیں نکلے گی۔ کیونکہ ان دونوں کا تعلق مقامِ اولیاء سے ہے اور یہ مقام انبیاء کا ہے یہاں نسبت باطن کی کمالات وسعت بے کیفی اور یاس و حرمان کے ساتھ اتباع شرع نصیب ہوتا ہے۔ خوب یاد رکھیے کہ یہ مقام مقامِ انبیاء ہے۔ یہ بغیر انبیاء کے اتباع کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس میں اقسام توحید سے کوئی سروکار نہیں رہتا کہ اس کا تعلق مقامِ ولایت سے ہے۔ مراقبات میں اور شرح مراقبات کے اندر

بعض مشکل اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔اُن کا حل اور وضاحت حصہ دوم میں کیجائے گی۔ انشاء اللہ۔

(۲۵) نیّت مُراقبہ کمالاتِ رسالت :

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است۔ بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

توقف روز

ذات حق سے کہ منشاء کمالات رسالت ہے۔بواسطۂ پیران کبارؒ میرے ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقام انبیاء مُرسلین کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ تجلّی دائمی کا درجہ دوم ہے۔ اِس مقام پر سالک کے لطائف عشرہ تصفیہ نفس کے بعد مقامات فوقانی میں ایک جدید اور نئی ہیئت حاصل کرتے ہیں جسے ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔ یہاں پر قرآنِ مجید کی تلاوت اور نماز کی کثرت سے ان کمالات میں اور ان حقائق میں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ترقی ہوتی ہے۔

(۲۶) نیّت مُراقبہ کمالاتِ انبیاء اولوالعزم :

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم و منشاء حقیقت کعبۂ ربّانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

توقف روز

ذات حق سے کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم ہے بواسطۂ پیران کبارؒ میرے ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقام اولوالعزم انبیاء سے مخصوص ہے اور تجلّی دائمی کا تیسرا درجہ ہے۔کثرتِ ورد یعنی ذکر اذکار تجلّیات ذاتیہ سے سالک کا باطن بھرجاتا ہے۔صاحبِ لیاقت

احباب کو اسرار مقطعات قرآنی و متشابہات قرآنی ظاہر ہوتے ہیں اور باطن میں اس قدر وسعت پیدا ہوتی ہے کہ اس وسعت کو دائرہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ اس جگہ بھی کثرت تلاوت و ذکر و اذکار سالک کو بہت فائدہ دیتے ہیں۔

(۲۸) نیّت مُراقبۂ حقیقت کعبہ ربانی :

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقت کعبہ ربانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

توقف روز

ذات حق سے کہ مسجود جمیع ممکنات اور منشاء حقیقت کعبہ ربانی ہے پیران کبارؒ کے واسطہ سے میرے ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقام عظمت و کبریائی کا مقام ہے اس جگہ سالک ہیئت وجلال کے دریا میں ڈوب جاتا ہے اور جب فنا و بقا حاصل ہوتی ہے تو ممکنات کی توجہ اپنی طرف دیکھتا ہے۔ (باقی حصہ۔ حصہ دوم میں دیکھیے)

(۲۹) نیّت مُراقبۂ حقیقت قرآن مجید

فیض می آید از وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

توقف روز

حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید ہے۔ وسعت سے بواسطہ پیران کبارؒ میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

اس مقام پر قرآن مجید کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کا ایک ایک حرف مطالب و معانی کا دریا نظر آتا ہے۔ بسا اوقات تمام قالب انسانی مثل زبان بن جاتا ہے۔ لذتِ تلاوت حاصل ہوتی ہے۔ خدا سے راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔

(۲۹) نیّت مراقبۂ حقیقت صلوٰۃ

فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیرانِ کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین ۔

توقف روز

حضرت ذات کے وسعت کمال سے جو کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ ہے۔ میرے ہیئت وحدانی میں پیرانِ کبارؒ کے واسطہ سے فیض آتا ہے۔

اِس مقام میں سالک کو دو جُز میسّر آتے ہیں۔ ایک حقیقت قرآن دوسرا حقیقت صلوٰۃ۔ نماز میں ایک عجیب امر ظاہر ہوتا ہے۔ گویا اس دارِ فانی سے نکل کر دارِ اُخروی میں داخل ہوتا ہے اور حدیث شریف اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا مضمون مطلب صاف واضح ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی طرف حدیث شریف اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط میں اشارہ ہے اور حدیث اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میں اُسی کی وضاحت ہے۔ سالک کو جب اِس مقام میں نہایت انہماک و اشتغال ہو جاتا ہے تو پھر اس کے نزدیک عابد و معبود میں کچھ فرق نہیں رہتا ہے۔ خاص کر سجدہ کی حالت میں کہ جب اس میں فنائے محض حاصل ہوتی ہے۔ تو فرق جاتا رہتا ہے کیونکہ فرق اثنینیت دو ہونے پر مبنی ہے اور فنا میں اثنیت نہیں ہوتی۔ اس کا مزہ وہی پاتا ہے جو جانتا ہے۔

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اور کیا تعجب کہ حدیث لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ میں اُسی نماز کی طرف اشارہ ہو۔

(۳۰) نیّت مراقبۂ معبودیت صرفہ

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است۔ بہ ہیئت

وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

توقف روز

حضرت ذات بیچون جو کہ منشاء معبودیت صرفہ ہے سے پیران کبارؒ کے واسطہ سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں سیر قدمی ختم ہوجاتی ہے اور سیر نظری باقی رہتی ہے۔ سیر قدمی، وصول قدمی کا نام ہے اور ذات اگر صورت مثالیہ میں نظر آئے تو اس کو سیر نظری کہتے ہیں۔ یہاں کلمہ طیبہ کے چاروں معنی کامل طور پر اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اوّل : لَامَعْبُوْدَ : اِلَّا اللہ

(۲) دوم : لَامَقْصُوْدَ : اِلَّا اللہ

(۳) سوم : لَامَوْجُوْدَ : اِلَّا اللہ

(۴) چہارم : لَامَطْلُوْبَ : اِلَّا اللہ

(۳۱) نیّت مراقبۂ حقیقت ابراھیمیؑ !

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب صفات خود است و منشا حقیقت ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

توقف روز

حضرت ذات بے چون جو کہ اپنی صفات کی محب اور منشا حقیقت ابراہیمیؑ ہے سے پیران کبارؒ کے واسطہ سے میرے ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقام خلعت اور بڑا کثیرًا وَّالا ہے۔ یہاں تمام انبیاء ملت ابراہیمیؑ پر مامور ہیں۔ اس جگہ درود ابراہیمیؑ زیادہ سے زیادہ پڑھنا چاہیئے۔

(۳۲) نیّت مراقبۂ حقیقت موسویؑ :

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است و منشاء حقیقت

موسویت بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

توقف روز

حضرت ذات بے چون جو کہ اپنی ذات کی محب اور منشاء حقیقت موسویؑ ہے۔ سے پیران کبارؒ کے واسطہ سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقام محبت ذاتیہ کا مقام ہے۔ اور بہت سے پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی وساطت سے اس مقام پر پہنچے ہیں یہاں نیاز و بے نیازی کی اداؤں کا اظہار ہوتا ہے اور درج ذیل درود تین ہزار کی تعداد میں پڑھنا موجب اجر و برکت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ خصوصًا علٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰیؑ۔

(۳۴) نیت مراقبۂ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است ومحبوب ذات خود است ومنشاء حقیقت محمدؐیست بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ

توقف روز

حضرت ذات بے چون جو کہ خود اپنی ذات کی محب اور محبوب ہے۔ اور منشاء حقیقت محمدیؐ ہے۔ سے پیرانِ کبارؒ کے طفیل سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ حقیقت حقیقت الحقائق ہے۔ یہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعین جسدی رکھتی ہے۔ یہ مقام محبّت و محبوبیّت ہے اس مقام پر اس درود شریف کی کثرت کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(۳۴) نیت مراقبہ حقیقت احمدیؐ

فیض می آید از ذات بیچون کہ محبوب ذات خود است ومنشاء حقیقت احمدیت
بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

توقف روز

ذات حق کہ اپنی ذات کی خود محبوب ہے اور منشاء حقیقت احمدی ہے بواسطہ پیرانِ کبارؒ میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مقامِ محبوبیت ہے لیکن اس کا تعلق روحی ہے اور اس کو دائرہ محبوبیت صرفہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی مذکورہ بالا درود کی کثرت کی جائے۔

(۳۵) نیت مراقبہ حب صرفہ :

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حب صرف است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ
پیرانِ کبارؒ

توقف روز

ذات حق جو کہ منشاء حُب صرف ہے سے پیرانِ کبارؒ کے واسطہ سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مراقبہ ذاتی حُب صرف ہے اور حُب صرفہ تعین اوّل ہے جسے تعین حبی بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہی وہ حُب ہے جو سب سے پہلے تخلیق ہوتی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یہ حدیث قدسی اس خاص مقام کو ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی، تخلیقِ عالم بھی نہ ہوتی۔

(۳۶) نیت مراقبہ لا تعین :

فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی ومنزہ است
از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطۂ پیران کبارؒ۔

توقف روز

ذات مطلق جو کہ وجود خارجی کے ساتھ موجود اور تمام تعینات سے پاک ہے جو پیران کبار کے واسطہ سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آتا ہے۔

یہ مراقبہ مقام لاتعین میں ہے۔ لاتعین مرتبہ ذات محبت سے عبارت ہے یہ مقام بھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ اور یہ سیر صفات ثمانیہ ان کے وصول اور ذات بحث میں ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عکس مکتوب گرامی
سیدنا مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ

احوی عزیزم ... کما کو تم همکا
رسید لیتم اخندزادہ صاحب ... همواد
و عاشقم پا چا ... بہ ... پښتانہ
تحفہ سلام ... الحمد للہ ... خویہ ...
... فراق اخندزادہ ... بہ ... دیار
... شول ... ہم ... ہم شبہ ...
پښت اعلم چہ گوری ... ورتہ ...
ما چہ لیکہ ورتہ ... ہم ... یعدینا
سلق پہ یار سلام ... خدای
... سلام ... تا سو ...
محمد ہاشم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب گرامی حضرت سیدنا و مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ بنام شیخ المشائخ قدوۃ الاسلام حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن زادہ اللہ تعالیٰ قدرہ
تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۴۹ھ

برادر عزیز! میرے کلمات کے نقش ثانی، میرے طریقہ کار دوست اخندزادہ صاحب اور میرے غم خوار اور عاشق صادق، پاچا و ملا اور باقی تمام دوستوں کو تحفہ سلام پہنچے، الحمد للہ! کہ میری سے ... اخندزادہ کی جدائی حقیر کیلئے بہت بھاری ہے۔ میں ... اس کا سبب کیا ہے۔

ترجمہ پشتو اشعار

(۱) جب میرا مکتوب پڑھو تو گریہ وزاری اختیار کرو۔ کیوں کہ خط لکھتے وقت میں بھی بہت رویا ہوں
(۲) اے ... ! میرے دوست کو سلام پہنچاؤ۔ میری طرف سے تمہیں ... سلام ہوں۔

دستخط حضرت مولانا محمد ہاشم رحمتہ اللہ

... مکتوب حضرت سیدنا و مولانا صاحب محمد ہاشم صاحب سمنگانی بنام شیخ المشائخ قدوۃ الاسلام حضرت سیدنا سیف الرحمن زادہ اللہ ... ذیل ہست۔
تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۴۹

... عزیزم ... اخندزادہ صاحب و جناب غمخوار و عاشقم پاچا و ملا و باقی ... تحفہ سلام ... الحمد للہ ... فراق اخندزادہ بر فقیر بسیار دشوار است ... سبب آن چیست

مصراع

خط چہ گوری ورتہ ... ما چہ لیکہ ورتہ ... سلام ... سلام پہ تا سو ...
(نقل از حضرت مولانا صاحب (محمد ہاشم))

ترجمہ اشعار پشتو بہ فارسی از حضرت مولانا صاحب
... وقت نوشتن خط بسیار گریہ کردہ بودم ... سلام ... باشد۔

پیر محمد عابد حسین سیفی نقشبندی خلیفہ حضرت اخندزادہ مبارک مدظلہ

بیان اصطلاحات حضرات نقشبندیہ

اب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کی بیان کی ہوئی بعض خاص اصطلاحوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان آداب کی پابندی متوسلین سلسلہ نقشبندیہ کو ضرور کرنا چاہیئے :

۱۔ نظر بر قدم

نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک چلنے میں اپنی نظر اپنے قدم پر رکھے (یعنی نیچی نظر رکھے اور اِدھر اُدھر دیکھتا نہ چلے) اس واسطے کہ چلنے کے وقت قسم قسم کی مخصوص چیزوں کی وجہ سے نظر جب پریشان ہوتی ہے اور انتشار پیدا ہوتا ہے تو اس سے جمعیت باطن جاتی رہتی ہے۔ اگر نظر قدم پر رہے گی تو جمعیت حاصل رہے گی، انتشار سے محفوظ رہے گا۔ تفرقہ سے بچنے میں اس کو بڑا دخل ہے۔

۲۔ ہوش در دم، وقوفِ زمانی

اس سے مُراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس میں ہوشیار رہے کہ وہ ذاکر ہے یا غافل۔ یہ لحاظ آہستہ آہستہ دوام حضور تک پہنچا دیتا ہے، اور اس کی رعایت تفرقۂ نفس کو دفع کرتی ہے۔ اس کو وقوفِ زمانی بھی کہتے ہیں۔

۳۔ سفر در وطن

سفر در وطن سیر نفسی کا نام ہے، جو حصول اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا منشا ہے۔ یہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ دوسرے طریق میں سیر نفسی سیر آفاقی کے بعد ہے، اور اس طریقہ میں اسی سیر نفسی سے ابتداء ہوتی ہے اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں مندرج ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا اس میں غیر اللہ کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہو تو از سرِ نو توبہ کرے اور کلمۂ توحید کے لا سے اس کی نفی کرے اور اِلَّا اللہ سے محبت حق سبحانہٗ کا اثبات کرے اور اس کلمۂ توحید کی مداومت سے اپنی بری صفات مثلاً بغض و حسد، بخل و عداوت کو دُور کرے۔

۴۔ خلوت در انجمن

جب سفر در وطن متحقق ہو گیا تو انجمن کو بھی خلوت خانہ وطن بناتے۔ یعنی انجمن میں تفرقہ متکلم و مخالف نہ رہے اور کسی طرف ملتفت نہ ہو۔ ابتداءً اس میں تکلف ہوتا ہے، بعد کو یہ تکلف جاتا رہتا ہے۔ عین تفرقہ میں جمعیت اور نفس غفلت میں حضور حاصل ہوتا ہے۔ یعنی تفرقہ اور عدم تفرقہ سالک کی جمعیت باطن میں برابر ہوتا ہے۔ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تفرقہ کو ظاہر سے بھی دُور کرے تو یہ افضل و انسب ہے۔

اس آیت کریمہ میں ایسے ہی حضرات کی شان کا بیان ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔	ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بیع و شراء اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا کہ مخلوق کے

حقوق ادا ہو جائیں، اس غرض سے تفرقہ ظاہر مستحسن ہوتا ہے۔ لیکن تفرقہ باطن کسی وقت بھی مستحسن نہیں کہ باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ الحاصل عبادت کے لیے تین حصے ہوئے جو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں :

(۱) باطن بالکل (۲) نصف ظاہر خالصاً (۳) دوسرا نصف ظاہر جو بظاہر مخلوق کے حقوق کے لیے ہے۔ لیکن چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں حق تعالیٰ کی فرماں برداری مقصود ہے لہٰذا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگیا۔ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ۔

۵۔ یاد کرو

یاد کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر مراد ہے۔ ذکر اسم ذات ہو یا نفی و اثبات، ذکر ایسی شے ہے جس سے فنا و بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے ؂

ذکر گو ذکر تا ترا جان است　　　پاکیِ دل ز ذکر یزدان است

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝　　　اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ مُراد پاؤ۔

یہ آیت کریمہ مدعائے مذکور پر نص قاطع ہے۔

۶۔ بازگشت

بازگشت سے مُراد یہ ہے کہ چند بار ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل سے مناجات کرے کہ

الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے　　　اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے

اپنی نعمت مجھ پر فنا نہ فرما　　　اور اپنی درگاہِ پاک میں مجھے وصول عطا فرما

ذکر کرنے میں یہ بڑی مفید شرط ہے اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔

۷۔ نگاہ داشت

وساوس وخطرات کا قلب سے دُور کرنا نگاہ داشت ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ ہوشیار رہے اور دل میں خطرات کو نہ آنے دے، ورنہ ان کا دُور کرنا مشکل ہوگا۔ اس طریقہ سے جمعیت اور طمانیت کا ملکہ حاصل ہوجاتا ہے۔ جب قلب سے خطرہ بالکل زائل ہوجاتے تو فنائے قلب حاصل ہوتی ہے۔ رہا دماغ سے خطرات کا گزرنا، تو فنائے نفس کے بعد وہ بھی زائل ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد خطرات کے ادراک میں حیرت ہوتی ہے کہ کہاں سے آتے ہیں۔ اربابِ عقول کے نزدیک تو خطرات کا جاتا رہنا معقول نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طور وطریق عقل سے وراء ہے ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر
آں خیالاتے کہ دامِ اولیاست — عکس مہرویانِ بستانِ خداست

مقاماتِ عشرہ

مقام ولایت تک پہنچنا بغیر مقامات عشرہ کے حصُول کے متصور نہیں وہ مقامات عشرہ یہ ہیں
توبہ، انابت، زُہد، قناعت، ورع، صبر، شکر، توکل، تسلیم، رضا۔
اِن مقامات کا حصُول خواہ بالاجمال ہو، جیسا کہ اس طریقہ نقشبندیہ میں ہوتا ہے کہ اس طریقہ میں نسبت اجمالی جذبی ہے۔ اور یا بالتفصیل ہو، جیسا کہ دوسرے سلسلوں میں ہوتا ہے کہ وہاں سیر تفصیلی اور سلوکی ہے۔

جذب وسلوک میں فرق

جذب وسلوک میں بڑا فرق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے

معارف لدنیہ میں ایک معرفت میں اس کو بیان فرمایا ہے (وہو ہذا)

سالک مجذوب کو معرفت میں مجذوب سالک پر فوقیت اور مزیت حاصل ہے اور محبت میں اس کے برعکس معاملہ ہے کہ مجذوب سالک کو سالک مجذوب پر تفوق ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مجذوب سالک کا مربی اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ ہے کہ محبتِ خاص کے ساتھ اس کی تربیت فرما کر عنایت کاملہ سے اپنی بارگاہِ قدس کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔ پھر اس معرفت سے مُراد وہ معرفت ہے جو تجلیات افعالیہ یعنی اشیاء کونیہ اور صفات اضافیہ الٰہیہ کی معرفت کے ساتھ متعلق ہے لیکن وہ معرفت جو ذات حق تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہے، جس کو جہل سے تعبیر کرتے ہیں، اور وہ معرفت جس کا تعلق صفاتِ سلبیہ سے ہے جو حیرت پر مشتمل ہے، اور وہ معرفت جو صفات موجودہ سے متعلق ہے، اور وہ جو شیونات ذاتیہ اعتباریہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پس اس میں مجذوب سالک حق ہے اور ان کی تفاصیل کے ساتھ اولیٰ ہے۔ ہاں وہ معارف جن کا تعلق ان دس مقامات سے ہے تو ان کی تفاصیل میں سالک مجذوب احق ہے۔ کیونکہ اس نے ان مقاموں کو تفصیلاً قطع کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس سے گزرتا گیا ہے۔ ہر مقام کے دقائق اُسے جس تفصیل کے ساتھ معلوم ہیں مجذوب سالک کو اس طرح معلوم نہیں کیونکہ یہ ان مقاموں کو بالاجمال پہنچا ہے۔ اور ہر مقام کا خلاصہ ہی اس نے حاصل کیا ہے۔ پس ان مقامات میں سالک مجذوب ظاہر اور صورت کے اعتبار سے قائم ہوتا ہے اور مجذوب سالک بلحاظ لبِ اور خلاصہ کے اعتبار سے اکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صورت وظاہر کو دیکھنے والے عوام نے گمان کیا ہے کہ اول شخص (سالک مجذوب) ان مقامات عشرہ میں دوسرے (مجذوب سالک) کی نسبت زیادہ کامل و اکمل ہے اور یہ نہیں جانتے کہ مجذوب سالک میں وجود رغبت زہد کے منافی نہیں ہے اور تعلق اسباب توکل کے خلاف نہیں ہے اور کراہیت وناخوشی کا پایا جانا رضائے تام کا مانع نہیں ہے، کیوں کہ اس کی رغبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اسباب کے ساتھ اس کا

تعلق بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ۔ اسی طرح کراہت بھی اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۔ یہ اوصاف اس میں خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ۔ دُنیا میں اس کو کسی چیز سے رغبت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ اس کے سوا کسی دوسری غرض کے لیے ہے ۔ اور اگر نفس کے اشارے سے بھی وہ رغبت کرتا ہے تو چونکہ اس کا نفس حق تعالیٰ میں فنا ہو چکا ہے اِس لیے اس کی یہ رغبت حقیقت میں اُس کے پروردگار کے لیے ہے ، نہ نفس کے لیے ۔

۸ ۔ یادداشت

یادداشت اللہ تعالیٰ کے لیے توجہ صرف ہے جو الفاظ اور تخیلات سے مجرّد ہو اور حضور بے غیبت ہو ۔ یعنی ذات حق تعالیٰ کا علی الدوام وہ حضور جس میں شیون واعتبارات کا حجاب درمیان میں نہ ہو ۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی ہے ، مگر فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد ۔

۹ ۔ وقوف عددی

نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں ۔

۱۰ ۔ وقوف قلبی

وقوف قلبی قلب کی طرف توجّہ کو کہتے ہیں جو قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر واقع ہے ۔ اس توجّہ میں وہ راز ہے جو خاندان قادریہ میں ضرب کی رعایت میں ہے ۔

فنا۔

طریقت کی اصطلاح میں ماسوا اللہ کا نسیان فناء کہلاتا ہے یعنی ذات حق تعالیٰ کی ہستی مطلق کا سالک کے ظاہر و باطن پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود اضافی معتبر نہ رہے اور صرف وجودِ حقیقی مستحضر رہ جائے اس طرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے تابع ہو جاتے اور اس کے اعضاء و جوارح اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو سے

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن !
دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن

بقاء

مرتبہ بقاء میں جن اشیاء (آفاق و انفس) کا نسیان ہو گیا تھا۔ سالک کو پھر دوسروں کی تکمیل و ہدایت کے لیے انہی اشیاء کی طرف لُٹا دینا بقاء کہلاتا ہے یعنی کامل فناء کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو بقاء کہتے ہیں اور فنا الفناء کے بعد حاصل ہونے والی کیفیت کو بقاء البقاء کہتے ہیں۔

مُبارک

یہ اصطلاح ہے اور اس سے مُراد حضرت قیومِ زماں اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی ذاتِ اقدس ہے۔

جامعیت قرآن

قرآن قرءٌ سے مشتق ہے بمعنی الجمع قرآن بر وزنِ فعلان مبالغے کا صیغہ ہے جس کا

معنیٰ ہے بہت زیادہ جمع کرنے والا۔ قرآن تمام علومِ اوّلین و آخرین کا جامع ہے اہلِ حق نے قرآن کی تعریف میں فرمایا :

هُوَ الْعِلْمُ اللَّدُنِّيُّ الْاِجْمَالِيُّ الْجَامِعُ لِلْحَقَائِقِ كُلِّهَا — یعنی قرآن علم لدنّی اجمالی ہے۔ جو تمام حقائق کا جامع ہے۔

(کتاب التعریفات)

حدیث میں ہے :-

اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ — قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔

یعنی قرآن اللہ کا کلام ازلی، غیر مخلوق اور صفتِ قدیم ہے۔ اُمت کا اتفاق ہے کہ قرآن کو حادث و مخلوق کہنا کفرِ صریح اور ظلم قبیح ہے۔

سالک وسلوک

سلوک کا معنی ہے راستہ یعنی اللہ تعالیٰ کے قُرب اور وصل کے رستے پر چلنا۔ سالک وہ ہے جو قُربِ حق کے راستوں اور طریقت کی منزلوں کو مجاہدات و ریاضات اور اتباعِ سُنّت اور شریعت کے ذریعے طے کرے۔

مجذوب و سالک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) سالک مجذوب (۲) مجذوب سالک۔

سالک مجذوب وہ ہے جس کو سلوک کی انتہا میں جذبہ نصیب ہو اور مجذوب سالک وہ ہے جس کے سلوک کی ابتدا۔ جذبہ سے ہو۔

بعض نے سالک کی دو اور قسمیں بیان کی ہیں۔

ایک وجہ اللہ کے طالب اور دوسرے بہشت اور آخرت کے طالب۔

توجہ شیخ

اپنی قلبی طاقت دوسروں کے دلوں پر ڈالنے کا نام توجہ ہے بغیر واضح ہو کہ سلوک کی منزلوں میں شیخ ہر سبق کے لیے توجہ کے ذریعے مرید اور طالب کے لطائف اور موارد فیض پر فیض القاء کرتا ہے۔ حضرت اخوند زادہ مبارک فرماتے ہیں کہ توجہ کرتے وقت اپنے جسم کو اپنے شیخ کا جسم تصور کرے اور توجہ کا انداز بھی اپنے شیخ والا اپناتے۔

واصلین کی دو قسمیں :

اوّل وہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم جو حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کامل کی وجہ سے ماذون ہو چکے ہیں۔ وہ خود کامل ہے اور دوسروں کو کامل بنانے والے بھی عنایۃ الہٰی نے ان کو عین جمع میں استغراق کے بعد ماہی فناء کے پیٹ سے نکال کر بقاء کے میلان میں پہنچایا ہے۔ دوسری قسم میں وہ جماعت ہے جیسے درجہ کمال کے بعد خلق کی تکمیل اور رجوع کا کام ان کے حوالہ نہیں کیا ہے۔ وہ بحرِ جمع میں غرق ہوتے اور بطن فنا میں اُن کو استہلاک حاصل ہوا اور ساحل بقاء اُن کے ہاتھ نہ آیا۔

فنا و بقا۔ یعنی ولایت خاصہ مرکب ہے۔ فنا و بقا سے فنا فی الحق کا مطلب یہ ہے کہ بندہ سے غیر حق کا شہود ساکت ہو جاتے اور بقا باالحق میں اللہ تعالیٰ کی آگاہی کا رہنا اور اس کے غیر کی آگاہی کا نہ رہنا ہے۔

سیر و سلوک :

حرکت و انتقال علمی کا نام ہے۔ جو مقولہ کیف سے ہے۔ حرکت اپنی یعنی انتقالِ

مکانی کا سیر و سلوک میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور سیر چار قسم کی ہے۔

(۱) سَیر اِلیَ اللہ باللہ : (۱) وہ حرکت علیہ ہے۔ جو علم اسفل سے اعلیٰ کی جانب ہو۔ پھر اعلیٰ سے دوسرے اعلیٰ کی طرف تاآنکہ علوم ممکنات طے کرنے کے بعد یہ سب علوم زایل ہو کر واجب تعالیٰ کے علم تک رسائی ہو۔ اور اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔

(۲) سَیر فی اللہ : (۲) سیر فی اللہ وہ حرکت علمیہ ہے جو مراتب وجوب اسماء و صفات، شیون و اعتبارات، تقدیسات میں ہو حتیٰ کہ ایسے مرتبہ پہ منتہی ہو کہ اس کو کسی عبارت سے تعبیر نہ کیا جاسکے۔ نہ وہ قابل اشارہ ہو اور نہ کسی اسم سے موسوم اور نہ کسی بزرگ کے ادراک میں آنے کے قابل اس کا نام بقا ہے۔

(۳) سَیر عن اللہ باللہ : (۳) سَیر عن اللہ باللہ وہ حرکت علیہ ہے جو علم اعلیٰ سے علم اسفل کی طرف ہو۔ پھر اسفل سے دوسرے اسفل کی طرف، تاآنکہ مراتب وجوب کے تمام علوم سے نزول اور اُلٹی رجعت ہو، اس سیر والے کا حال یہ ہے کہ :

ھو العارف الذی نسی اللہ	وہ ایسا عارف ہے جو خدا کو خدا کے
باللہ و رجع عن اللہ باللہ و	ساتھ بھول گیا اور اللہ تعالیٰ سے
ھو الواجد الفاقد وھو	اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹا۔ وہ واصل
الواصل المھجور والقریب	ایسا کہ مہجور بھی اور قریب ایسا کہ
البعید۔	بعید بھی۔

(۴) سَیر فی الاشیاء (۴) چوتھی سَیر اشیاء کی سَیر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ پہلی سَیر کے علوم زایل ہو کر علوم اشیاء شیئاً فشیئاً حاصل ہوں۔ یہ سَیر پہلی سَیر کے مقابل ہے۔ اور تیسری سیر دوسری کے مقابل اور سَیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت یعنی فنا و بقا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اور سَیر ثالث و رابع مقام دعوت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی کامل پیروی کرنے والوں

کو بھی ان کے مقام سے حصہ ملتا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۔ الآیہ

برشکر غلطید اے سودائیاں : از براتے کورتی سودائیاں حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی اِن سَیروں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

اصطلاحات مجدّدیہ : جس چیز کو اولیائے سلف نے سَیر الی اللہ وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیّت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے رکھا ہے۔ اور سَیر فی اللہ کو سَیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ جس مقام کا نام گزشتہ اولیاء نے احدیّت رکھا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کے اُوپر اور سولہ مقاماتِ بیان فرماتے ہیں اور ذات احدیّت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے اور وہ مقام یہ ہیں کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیاء ہے۔ اِس ولایت علیاء کا تعلق علیم سے ہے۔ اور ولایت کبریٰ کا علم سے یعنی وہ اسمِ صفت تھا۔ اور یہ اسم ذات کیونکہ ذات میں دو عِلم ہیں۔ علم الگ ہے۔ اور علیم جُدا ہے۔ ولایت علیاء کے بعد کمالات بنوت ہیں۔ کمالاتِ بنوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں۔

کمالات بنوّت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت صغریٰ کُبریٰ ، عُلیاء سے افضل ہے۔ اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں۔ بلکہ کمالات بنوت کا ایک نُقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔ کمالات نبوّت کا انتہائی مقام قیومیّت ، حقیقت کعبہ ، حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے حتّٰی کہ ختم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے اِس کے بعد معبودیّت صرف

ہے ۔ کمالات نبوّت کے مقامات بہت ہیں ۔جن کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے ۔
ولایت صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے ۔ ولایت کُبریٰ انبیاء کی ولایت ہے اور ولایت
علیاء فرشتوں کی ولایت ہے ۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیاء گزرے ہیں ۔ سب کے سب ولایتِ صُغریٰ میں تھے ۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطب ، غوث وغیرہ بھی ولایت صُغریٰ میں ہیں ۔ ولایت کُبریٰ ، ولایت علیاء اور کمالات نبوّت تک اِن میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا ۔ البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوتے ۔ ان کے ہزار سال گزرنے پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر ان مقامات کا ظہور ہوا ۔ جن اولیاء (مجاذیب ومجانین) نے شریعت کی مخالفت کی ہے ۔ اسی وجہ سے کی ہے ۔ وہ کمالاتِ نبوّت کو نہیں پہنچے ۔ اور مقاماتِ نبوّت سے ناآشنا رہے ۔

(روضۃ القیومۃ جلد اول صفحہ ۶۰ ، ۶۱)

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مکاشفات میں اپنے ایک مرید کے سوال کے جواب میں حقیقت کعبہ بیان فرمائی ہے ۔ لہٰذا اس کا نقل کر یہاں مناسب ہوگا (اس کا ترجمہ یہ ہے)

حقیقتِ مُحمّدیؐ افضل ہے یا حقیقت کعبہ ؟

" الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ میرے عزیز بھائی شیخ محمد طاہر بدخشی ! آپ نے دریافت کیا ہے کہ رسالہ " مبدء ومعاد " میں مرقوم ہے کہ جس طرح صورتِ کعبہ کی طرف صورتِ محمدیؐ نے سجدہ کیا اسی طرح حقیقتِ کعبہ کی جانب بھی حقیقتِ محمدیؐ نے سجدہ کیا (علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات) اس عبارت سے حقیقت

محمدیؐ پر حقیقت کعبہ کی فضیلت لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ عالم اور اہل عالم کے پیدا کرنے سے مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آدم علیہ السلام نیز تمام آدمی آپ کے طفیلی ہیں۔

لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْھَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ (اگر محمدؐ نہ ہوتا تو نہ میں افلاک پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا)۔

صورت کعبہ اور حقیقت کعبہ

غور سے سنو! کہ صورت کعبہ پتھر اور ڈھیلوں کا نام نہیں۔ اس لیے اگر پتھر اور ڈھیلے نہ رہیں تو کعبہ رہے گا اور مخلوق کو اس کی طرف سجدہ لازم ہوگا بلکہ صورت کعبہ باوجودیکہ عالم خلق سے ہے لیکن حقائق اشیاء کی طرح ایسی پوشیدہ چیز ہے جو حس و خیال کی دسترس سے باہر ہے۔ عالم محسوسات سے ہے مگر محسوس کچھ نہیں۔ خلق کی توجہ گاہ ہے مگر توجہ میں کچھ نہیں۔ ایسی ہستی ہے جو نیستی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور ایسی نیستی ہے جو لباس ہستی میں ظہور فرما ہے۔ جہت میں بے جہت ہے اور سمت میں بے سمت ہے۔ الغرض یہ صورت بطرز حقیقت ایک عجوبہ ہے کہ عقل اس کی تشخیص سے عاجز ہے اور عقلا اس کی تعیین میں حیران، گویا عالم بیچونی و بے چگونی کا رنگ لیے بے مانند اور بے مثل کی طرح ہے —— ہاں ہاں! کعبہ معظمہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لائق مسجودیت بھی نہ ہوتا اور افضل الخلق رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) آرزو و شوق کے ساتھ اس کو اپنا قبلہ اختیار نہ فرماتے۔ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ الآیہ نص قطعی اسی کی شان میں ہے اور مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا الآیہ اسی کی ستائش ہے۔ بیت اللہ خانۂ خدا، صاحب خانہ (اللہ جل شانہٗ) کو اس میں خاص طور پر ہونے کو ظاہر کر رہا ہے اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ اظلال، اور بے چون و بے چگون نسبت مجہول الکیفیت رکھتا ہے۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ عالم مجاز جو حقیقت

کاہل ہے اس میں بیت شب باشی کی خبر دیتا ہے کیونکہ وہ صاحب خانہ کی جائے قرار اور آرام گاہ ہوتا ہے۔ اہلِ دولت کے نشست و برخاست کے مکانات گو بہت ہوتے ہیں لیکن خانہ خانہ ہی ہے جو دوسروں کے دخل و مزاحمت سے بیگانہ ہے اور مسکن و آرام گاہ جانا نہ ہے۔ جیساکہ حدیث قُدسی میں ہے لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن یعنی سماتا ہے مجھ کو بندۂ مومن کا قلب۔ اِس سے مومن کے قلب میں بھی ظہور بے چونی کا پتہ لگتا ہے لیکن بیت ہونے کی نسبت اس میں کہاں۔ اور غیر کے دخل و مزاحمت سے روکنا جو لوازم بیت سے ہے وہ اس میں کب ہے۔

چونکہ بیت اللہ میں غیر و غیریت کا گزر نہیں اِسی لیے وہ مسجود الیہ خلائق قرار پایا کہ سجدہ غیر کو نہ ہو اور چونکہ غیریت مسجودیت کے منافی ہے اِس لیے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی جانب سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور بجانب کعبہ شوق و رغبت کے ساتھ سجدہ فرمایا۔ اِس تفاوت کا بھید یہیں سے سمجھ لینا چاہیے۔ شَتَّانَ مَا بَیْنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُوْدِ۔ ساجد و مسجود میں کس قدر فرق ہے

بھائی! جب آپ کو صورتِ کعبہ کا کچھ تھوڑا سا حال معلوم ہُوا تو اَب کچھ کعبہ معظمہ کی حقیقت کا بیان بھی سُنو۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذات بے چون ہے کہ اِس میں ظہُور ظلیت کو کچھ دخل نہیں اور وہ لائق مسجودیت اور معبودیت ہے۔ اِس حقیقت کو اگر حقیقتِ مُحمّدیؐ کا مسجود کہیں تو نہ کوئی اشکال لازم آتا ہے اور نہ حقیقتِ مُحمّدیؐ سے اس کے افضل ہونے میں کوئی تصور۔ یہ ضرور ہے کہ حقیقتِ محمدیؐ تمام افراد عالم کی حقیقتوں سے افضل ہے۔ لیکن حقیقتِ کعبہ اِس عالم کی چیز نہیں ہے کہ اس کے مقابلہ میں بھی حقیقتِ محمدیؐ کو افضل کہا جائے اور حقیقتِ کعبہ کے افضل ہونے میں تفاوت کیا جائے۔ تعجب کی بات ہے کہ ان دونوں حقیقتوں کے ساجدیت اور مسجودیت کی صورت میں تفاوت کے باوجود عقلائے اہلِ فن ان دونوں میں فرق نہیں کرتے اور مقامِ اعتراض

میں رہتے ہیں اور زبان طعن و تشنیع کھولتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو توفیقِ انصاف دے کر بغیر سمجھے ہوتے ملامت نہ کریں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ ؕ

حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات

حقیقت : اَلْحَقِیْقَةُ ھُوَ الشَّیْءُ الثَّابِتُ قَطْعًا وَیَقِیْنًا

ترجمہ : حقیقت اِس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو۔

حَقِیْقَةُ الشَّیْءِ مَا بِهِ الشَّیْءُ ھُوَ ھُوَ کَالْحَیَوَانِ النَّاطِقِ لِلْاِنْسَانِ

ترجمہ : شے کی حقیقت جس کے ساتھ وہ شی شی ہے جس طرح انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے۔

حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ هِیَ تَعَیُّنَاتُ الذَّاتِ۔

ترجمہ : یہ ذات کے تعینات ہیں۔

اَلْحَقِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّةُ هِیَ الذَّاتُ مَعَ التَّعَیُّنِ الْاَوَّلِ وَهُوَ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ۔

ترجمہ : حقیقت محمدیہ، وہ ذات بمع تعین اوّل کے ، اور وہی اسم اعظم ہے۔

شیخ عبدالرزاق الکاشانی نے اصطلاحات الصوفیہ کے باب الحاء میں فرمایا :

الحقیقةُ المحمدیةُ هِیَ الذَّاتُ مَعَ التعینِ الاوّلِ فلَهُ الاسماءُ الحُسنیٰ کُلّها وهو الاِسمُ الاعظم

ترجمہ : حقیقت محمدیہ، وہ ذات ، تعین اوّل کے ساتھ، پس اُس کے لیے ہیں تمام اسماء حسنیٰ اور وہی اسم اعظم ہے۔

عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی نقشبندیؒ نے شرح خطبہ دیوان ابن الفارضؒ میں
وَقَرَنَ اِسْمَهُ الشَّرِيْفَ بِاَعْظَمِ اَسْمَائِهِ الْحُسْنٰى کی شرح میں فرمایا :

وَهُوَ اِسْمُ اللّٰهِ فَاِنَّهُ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ عَلٰى مَا عَلَيْهِ الْاَكْثَرُ اِلَخ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا اسم ہیں پس بے شک وہ اسم اعظم ہیں، اسی پر علماء کی اکثریت کا اتفاق ہے۔

وضاحت ذاتِ لاہوت کے تنزّلات کو تعبیری الفاظ میں اسماء کہا جاتا ہے۔ مرتبہ ذات (لاتعین) کے بعد اسماء کے مراتب شروع ہوتے ہیں جن میں پہلا مرتبہ، وحدت کا ہے باقی سارے مراتب کا ظہور اور ان کی بقا اسی مرتبہ سے وابستہ ہے اللہ کا اسم اعظم بھی وحدت ہے اور آپ اللہ کے اسمِ اعظم کے ساتھ متحقق ہیں (فتدبر) اسی لیے اس مرتبے کو اسماء کے مراتب کا اسمِ اعظم کہا جاتا ہے (واللہ اعلم) وغیرہ۔

فَالْحَقِيْقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ صُوْرَةٌ لِاِسْمِ اللّٰهِ الْجَامِعِ لِجَمِيْعِ الْاَسْمَاءِ الْاِلٰهِيَّةِ (الخ)

. . . لِاَنَّهُ صَاحِبُ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ

ترجمہ : پس حقیقتِ محمدیؐ تمام اسماء الٰہیّہ کے اسم جامع اللہ کی صورت ہے (الخ)
. . . کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب اسم اعظم ہیں (کتاب التنبیہات)

- حقیقت کی جمع حقائق ہے اور اس کا متضاد مجاز ہے۔

لغوی معنی کسی عبارت یا لفظ کا بنیادی مفہوم اس کی حقیقت کہلاتا ہے۔

اصطلاحی معنی کسی چیز کی غایت اصلیت، اصلی طبیعت، کنہہ داخلی مطالب

جوہر و باطنی پہلو۔

اہلِ حقیقت وہ لوگ ہیں جو اشیاء کائنات کے جواہر اور باطنی پہلوؤں کو جانتے ہیں اور ان کا تجزیہ بھی کرسکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ۔ انہی لوگوں کی خاص دعا ہے۔

- حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہلِ حقیقت جز حق نہ بینند و جز حق ندانند و ہماں یک وجود خوانند و ہماں وجودِ حق دانند و اہل شریعت خود را دانند و خدا را آفریدگار خود دانند (مکتوبات قدسیہ صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: اہلِ حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا نہ دیکھتے ہیں اور نہ جانتے ہیں وہ ایک ہی وجود کا مطالعہ کرتے ہیں اور ایک ہی وجود حق کو جانتے ہیں۔ اہلِ شریعت صرف اپنے آپ کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق مانتے ہیں۔

- انکشاف احوال باطن کے بعد آدمی اہلِ حقیقت کہلاتا ہے۔ شریعت قالب ہے حقیقت بمنزلہ حیات، علم حقیقت کے تین رُکن ہیں:-

(۱) خُدا کی ذات کا علم، وحدانیت کے ساتھ اور اس کو بے شبیہہ و بے نظیر جاننا۔

(۲) خدا کی صفات کا علم مع احکام خداوندی۔

(۳) خُدا کے افعال وحکمت کا علم (مکتوبات صدری اُردو)

حقیقتِ مُحمّدیہ نُورِ ذاتی ہے

حضرت شیخ عارف الصادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی کتاب صلوٰۃ النور الذاتی کی شرح میں فرماتے ہیں :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ	اے اللہ درود وسلام اور برکت
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ	نازل فرما ہمارے سردار محمد صلّی اللہ
النُّوْرِ الذَّاتِیِ اَیْ نُوْرِ ذَاتِ	علیہ وسلّم پر جو نورِ ذاتی ہیں، یعنی جو
اللّٰہِ اَیِ الَّذِیْ خَلَقَهُ اللّٰہُ	اللہ کی ذات کے نور ہیں یعنی جن کو
تَعَالٰی بِلَا مَادَّۃٍ لِاَنَّہٗ	اللہ نے بغیر مادہ کے پیدا فرمایا ہے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کیونکہ آپ مفتاحِ وجود اور ہر موجود
مِفْتَاحُ الْوُجُوْدِ وَمَادَّۃٌ لِکُلِّ	کے مادہ ہیں (نورِ ذاتی کا مطلب
مَوْجُوْدٍ ۔	یہ ہے کہ آپ کا وجود بغیر مادہ اور
	واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلّی سے
	ظاہر ہوا۔) (واللہ اعلم)

حقیقتِ محمدیہ کا ادراک ناممکن ہے

حضرت سیّد عبد اللہ المیرغنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نفحات القدسیہ میں تحریر فرماتے ہیں :

فَلَمْ یُدْرِكْہُ مِنَّا سَابِقٌ	پس ہم میں سے کسی سابق اور لاحق
وَلَا لَاحِقٌ وَکَیْفَ یُدْرِكُ	نے حقیقتِ محمدیہ کا ادراک نہیں کیا۔
مَنْ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ	اور آپ کس طرح ادراک میں آسکتے
وَذَاتُہٗ مِنْ نُّوْرِ ذَاتِ	ہیں، حالانکہ آپ کا خُلق قرآن ہے
الرَّحْمٰنِ وَمَنْ لَہٗ کُلُّ مَرَاتِبِ	اور آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات
الْاِحْسَانِ وَھُوَ الْحَبِیْبُ الْاَکْرَمُ	کے نور سے ہے، اور آپ کے لیے

وَالمخصوص التجلی الاعظم ومن ھنا قال بعض العارفین رحمھم اللہ اجمعین لو انکشفت حقیقتہ صلی اللہ علیہ وسلم للخلق لماتوا جمیعًا۔

احسان کے تمام مراتب ہیں اور آپ حبیبِ اکرم ہیں اور تجلّیٔ اعظم کے ساتھ مخصوص ہیں، اسی لیے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اگر حقیقت محمدی خلق پر ظاہر ہو جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔

شرح تعرّف میں ہے :-

قال ابو یزید لو بدء للخلق من النبی ذرۃ لم تقم ما دون العرش

بایزید بسطامیؒ نے فرمایا، اگر مخلوق کے لیے نورِ نبی سے ایک ذرّہ ظاہر ہو جائے تو جو کچھ عرش کے نیچے ہے قائم نہ رہ سکے۔

ذات پاکت را کسے محرم نہ شد | ہر کسے بر فہم خود بندد خیال

حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات

تخلیقِ کائنات کی اصل محرک، "حُبِّ جبروتی ذاتی" ہے۔ یعنی خداوندِ قدوس خود ہی اپنے محاسن و کمالات کو چاہنے والا اور اُن سے محبت کرنے والا ہے جیسا کہ حدیث قدسی کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخلق لاُعرَف سے ظاہر ہوتا ہے۔ جب ذات نے اپنے تعارف و ظہور کے لیے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا، تو اس کی ذات کے سوا کچھ نہ تھا۔ (کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ) وہ خود ہی طالب تھا اور خود ہی مطلوب تھا آپ ہی محب ہوا اور خود ہی محبوب، عارفِ جامیؒ نے کیا خوب کہا ؎

گرچہ معشوق لباس عاشقی پوشیدہ   از نگہ خود جلوہ خود را تماشا کردہ

تنبیہہ

حُب اور عشق کا ان مرتبوں پر اطلاق اعتباری ہے، یہاں محبت و عشق کے اثرات نتائج (ہجر و فراق) کے تصور کا امکان بھی نہیں ہے کیونکہ یہاں محبوب عین محب اور معشوق عین عاشق ہے۔

حقیقتِ محمّدیہ آئینہ ذات ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْحَقَّ تَعَالیٰ تَجَلّیٰ لِذَاتِہٖ بِذَاتِہٖ وَشَاھَدَ جَمِیْعَ صِفَاتِہٖ وَکَمَالَاتِہٖ فِیْ ذَاتِہٖ وَاَرَادَ اَنْ یُّشَاھِدَھَا فِیْ حَقِیْقَۃٍ تَکُوْنُ کَالْمِرْاٰۃِ فَاَوْجَدَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ الَّتِیْ ھِیَ اَصْلُ النَّوْعِ الْاِنْسَانِیْ فِیْ الحضرۃ العالمیّۃ۔

تُو جان لے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے اپنی ذات کے ساتھ تجلّی فرمایا اور اپنے تمام صفات اور کمالات کا اپنی ذات میں مشاہدہ کیا اور چاہا کہ اپنی ذات کو ایسی حقیقت میں دیکھے جو اس کے لیے آئینہ کی طرح ہو پس اس نے حقیقتِ محمدی کو ایجاد فرمایا جو کہ حضرتِ عالمیّت میں نوعِ انسانی کی اصل ہے۔

دائرہ

قربِ الٰہی کے مراتب و مقامات لاتعداد ہیں، لیکن سالک کو عالمِ مثال میں کشف کی نظر سے وہ تمام مراتب و مقامات ایک دائرہ کی طرح نظر آتے ہیں اور سالک

اپنے آپ کو عالمِ مثال میں اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ سیر کر رہا ہے اور دم بدم ترقی کرتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ظلالِ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے، اسی وجہ سے اُن (مراتبِ قُرب) کے لیے دائرے کا لفظ بولا جاتا ہے اور اپنی اصل کی طرف ترقی کو سیر کہا جاتا ہے۔

جس طرح دائرہ ہر طرف سے برابر ہوتا ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ایک سرا کہاں ہے اور دوسرا کہاں ہے؟ اسی طرح قرب کے مقاموں اور مرتبوں کی بھی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی سالک کو دائرہ کے اندر چکر لگانے والے کی طرح یہاں سوائے تعجّب اور حیرت کے کچھ پتہ نہیں چلتا (فافہم)

تنبیہہ

یاد رہے کہ دائرہ مراتبِ قُرب کی انتہا کو نہیں کہتے کیونکہ قُرب کے مرتبوں کی کوئی حد نہیں بلکہ دائرہ سالک کی حدِ نظر، اور مقام سیر کا نام ہے (واللہ اعلم)

دائرہ اصل

صوفیا کے نزدیک دائرہ اصل سے مراد ذات کے اسماء و صفات شیونات اور اعتبارات اور تقدیسات و تنزیہات کے مراتب ہیں، جن میں سالک کو سیرِ علمی واقع ہوتی ہے اس دائرے کا تعلق عالمِ وجوب سے ہے، یہ مرتبہ کسی لفظ، عبارت، اشارے کنائے کے ذریعے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اِس مرتبے میں سیر کا نام "سیر فی اللہ" ہے۔

دائرہ ظلال

ظلّ شئی سے مُراد شئی کا ظہور ہے

اصل کا کسی بھی مرتبے میں ظہور ظلّ کہلاتا ہے۔ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رح

نے فرمایا :

ظلِ شئ عبارت از ظہور شئ است اگرچہ بشبہ و مثالے باشد در مرتبہ دوم

(مکتوب نمبر ۲۸۷)

یعنی ظل شئ سے مُراد اُس شئ کا دوسرے مرتبے میں ظہور ہے، اگرچہ شبہ اور مثال کے طور پر ہو۔

ظل وجود خارجی اضافی کا نام ہے

حقائق موجودات خارجیہ (باختلاف نوعیت) کو ظل کہا جاتا ہے (عبقات)

ذات کے پُر ظہور اور پُر تعین کو ظل کہتے ہیں اور ممکنات کو عدمِ محض اور ظلمت کا نام دیا گیا ہے۔ ان کا ظہور ذات کے اسم، النور، کے مظہر یعنی وجود خارجی سے ہوا، اس وجود خارجی کے ممکنات کے عدم کی ظلمت کو اپنی نورانی صورتوں میں چھپا لیا جس سے یہ وجود خارجی، اضافی اس وجودِ حقیقی کا ظل بن گیا۔ آیتِ کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ میں اسی جانب اشارہ ہے (عبقات)

ظل واسطے اور مناسبت کو کہتے ہیں

ظل سے یہاں سایہ مُراد نہیں جس سے کمال لطافت میں (معاذ اللہ) نقص کا وہم پیدا ہو، بلکہ ظلال، مخلوقاتِ الٰہی میں سے اُن لطیفوں کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے پوری پوری مناسبت ہے اور وہ مخلوق تک اسماء و صفات کا فیض پہنچانے کے لیے واسطہ ہوتے ہیں انہی لطیفوں اور واسطوں کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لیے ظلال کہدیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سالک سُکر و مدہوشی کے عالم میں ان لطیفوں کو ظلال سمجھ لیتا ہے۔

(ارشاد الطالبین)

ظلال سے مُراد تعلقاتِ صفات یا تمثالِ صفات ہیں

ظلال سے مُراد تعلقاتِ صفات ہیں جیسے عِلم کا تعلّق معلومات کے ساتھ اور قدرت کا تعلّق مقدورات کے ساتھ ہے یا ظلال سے مراد صفات کی تمثال اور نمونے ہیں جیسے زید کی صورت آئینے میں زید کی تمثال اور نمونہ ہے۔

ظلال سے مُراد حجابات ہیں

ظلال سے مُراد اسماء وصفات کے حجابات ہیں کیونکہ ظلالی ہیکلوں کی شکلوں نے ہی لوگوں کو ذات کی دید اور ملاحظہ سے روک رکھا ہے (عبقات) اسماء وصفات کے ظلال ہی حق اور خلق کے درمیان حائل ہیں اگر یہ ظلال نورانی پردے، خالق اور مخلوق کے درمیان حائل نہ ہوتے تو ذات وصفات کی تجلیات کائنات کو جلا دیتیں۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

اِنَّ لِلّٰہِ تعالیٰ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِنْ نُوْرٍ وَظُلْمَۃٍ لَوْکُشِفَتْ لَہٗ حرقت سُبحاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ۔

اللہ تعالیٰ کے لیے نور وظلمت کے ستّر ہزار حجابات ہیں اگر وہ حجاب دُور ہوجائیں تو ذات کی تجلّیاں جہاں تک پہنچیں مخلوق کو جلا کر رکھ دیں۔

اسی مفہوم پر ایک دوسری حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کیا:

یَا مُحَمَّدُ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ — یعنی اے اللہ کے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ دَنَوْتُ مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ فَقَالَ کَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ کَانَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِّنْ نُوْرٍ۔

میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے اِنتہا قریب ہوگیا تھا کہ کبھی اتنا قریب نہیں ہُوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کی کیفیت کیا تھی۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے اور ذات کے درمیان ستّر ہزار نور کے پردے تھے۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نُور ہے۔ اگر وہ اُسے کھول دے تو انتہائے نظر تک اُس کی ذات کے جلوے اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں۔

احادیث مبارکہ میں جن پردوں کا ذکر ہے غالبًا صوفیائے کرام کے نزدیک اُن پردوں سے مُراد ظلال ہی ہیں، تو احادیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر ظلال نہ ہوتے تو مخلوق اپنے ضعفِ استعداد اور پستی مرتبہ کی بنا پر ذات و صفات حق تعالیٰ کے جلال و جبروت کی تاب نہ لاسکتی اور بموجب اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے) بغیرِ واسطہ، ظلال و حجابات اقتباسِ فیض کی استعداد و صلاحیت نہ رکھنے کی وجہ سے بالکل نیست و نابود ہو جاتی۔

فوائد : لغتِ عرب کے محاورہ میں سبعون کا لفظ کسی تعداد کی کثرت کو ظاہر کرنے

کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نور و ظلمت کے پردے صرف ستر ہزار ہی
ہیں۔ (واللہ اعلم)

احادیثِ شریفہ میں جو نور و ظلمت کے پردوں کا ذکر ہے یہ صوفیائے عظام کے
اس قول کی تائید کرتا ہے اس لیے کہ مومنوں کے مبادیٔ تعینات نور کے حجاب ہیں جو اسم
الہادی کے ظلال ہیں اور کافروں کے مبادی تعینات ظلمت کے حجاب ہیں جو اسم المضّل
کے ظلال ہیں۔

حضرت غوث الثقلین سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی اس
مفہوم کا مؤید معلوم ہوتا ہے۔

خَرقتُ جَمِیعَ الحُجُبِ حَتّٰی وَصَلتُ اِلٰی
مَقَامٍ لَقَدْ کَانَ جَدِّی فَادْنَانِیْ

(یعنی میں نے تمام پردوں کو پھاڑ ڈالا، یہاں تک کہ میں وہاں پہنچ گیا
جہاں میرے دادا تھے تو انھوں نے مجھے قریب کرلیا)

مطلب یہ ہے کہ میں نے ظلال کے تمام مرتبوں کو طے کرلیا، جس کو ولایتِ صغریٰ
کہتے ہیں اور اس جگہ سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مبدأ تعین پر پہنچ گیا جو کہ اسماء و
صفات، کے مرتبہ میں ہے اور اس کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ
وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (الانفال)

یعنی مومنین کا بیان وہ ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل لرزنے لگتے ہیں اور ان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے

اثباتِ وجد

ذکر کے دوران حرکت کرنا

ازتصانیف پیر محمد عابد حسین سیفی

مہتمم دارالعلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ

شعبہ نشر و اشاعت

ادارہ سیفیہ

مرکزی جامع مسجد تالاب والی، باغبانپورہ، لاہور

نحمدك یامن ذکرہ حیاۃ للافئدۃ و سکینۃ للقلوب، صل وسلم علی حبیبک الاکرم الاجمل الذی جذب الناس ببرکۃ توجہہ و فیض صحبتہ الی انوار المعرفۃ و درجات المحبۃ وسلک بھم منہاج التضحیۃ و بذل الانفس والاولاد والاموال والاوطان وعلی آلہ و اصحابہ ذوی الجہاد والمجاھدۃ، وعلی من استولت علیہ الجذبۃ الالٰھیۃ فتلاشت عندہ کل شئی سوی المحبوب الحقیقی جل شانہ وعز برھانہ

دورانِ ذکر حرکت کرنا ایک اچھا عمل ہے کیونکہ اس سے عباداتِ ذکر کے لیے جسم میں چستی پیدا ہوتی ہے اور یہ شرعی طور پر بھی جائز ہے جس کی دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور حافظ مقدسی نے (بھی) صحیح حدیث کے راویوں سے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں "حبشی" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رقص کرتے تھے اور اپنی زبان میں **مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ** (محمدؐ نیک بندے ہیں) گاتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کو اس حالت میں دیکھا تو منع نہ فرمایا اور انہیں اسی حالت پر برقرار رہنے دیا۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ شرعی احکام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر (آپ کے سامنے کوئی کام ہو اور آپ نے منع نہ فرمایا) سے حاصل کئے جاتے ہیں، پس جب آپ نے ان کو ان کے فعل پہ برقرار رکھا اور اس کا انکار نہ فرمایا تو واضح ہوا کہ یہ جائز ہے۔

حدیث شریف میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جسم کی جائز حرکت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کو جمع کرنا صحیح ہے اور ذکر کے ساتھ جسمانی حرکت کو حرام رقص کا نام نہیں دیا جاسکتا

بلکہ یہ جائز ہے۔ کیوں کہ یہ (حرکت) جسم کو ذکر کے لیے ہشاش بشاش رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں دل کی حاضری میں مدد دیتی ہے جب کہ نیت صحیح ہو کیوں کہ تمام کام اپنے ارادوں سے متعلق ہوتے ہیں اور اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

ہمیں چاہیئے کہ امام علی رضی اللہ عنہ کی (بات کی) طرف کان لگائیں کہ آپ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف کیسے کرتے تھے۔ ابو اراکہ فرماتے ہیں:-

"میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فجر کی نماز ادا کی جب آپ دائیں طرف کو پھرے تو ٹھہر گئے گویا آپ غمگین ہوں یہاں تک کہ جب سورج ایک نیزے کے برابر مسجد کی دیوار پر آیا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اپنا دست مبارک اُٹھا کر فرمایا "اللہ کی قسم! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے آج میں ان سے کچھ بھی مشابہت نہیں دیکھ رہا وہ خالی ہاتھ، بکھرے ہوئے بالوں اور گرد آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے، اپنی پیشانیوں اور قدموں کے درمیانی حصے کو حرکت دیتے جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے حرکت کرتے جیسے ہوا والے دن درخت حرکت کرتا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے حتیٰ کہ قسم بخدا! ان کے کپڑے بھاری ہو جاتے [1]

---

[1] البدایۃ والنہایہ ج ۸ ص ۶، حلیۃ الاولیا ج ۱ ص ۷۶)

ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کافی ہے کہ وہ ایسے حرکت کرتے جیسے آندھی کے دِن درخت حرکت کرتے ہیں" تم اسے حرکت کرنے کے سلسلے میں واضح پاؤ گے ۔ یہ اس شخص کے قول کو باطل کرتا ہے جو اس کے حرام و بدعت ہونے کا قائل ہے اور یہ قول ذکر کے دوران مطلق حرکت کو مباح ثابت کرتا ہے

شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالے میں ذکر کے دوران حرکت پر اس حدیث سے استدلال کیا اور فرمایا یہ اس بارے میں واضح ہے کہ صحابہ کرام ذکر کے دوران بہت زیادہ حرکت میں ہوتے تھے ۔

نیز جب آدمی حرکت کرتا ، کھڑا ہوتا اور بیٹھتا ہے تو چاہے کسی بھی انداز پر ہو اس کا مواخذہ نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ ہی اس کا قصد کیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

مگر یہاں ایک جماعت ہے جو اپنے آپ کو صوفیا کی طرف منسوب کرتی ہے۔ حالانکہ وہ (صوفیاء کرام) ان سے بیزار ہیں ۔ انہوں نے ذکر کے حلقوں میں گمراہ کن بدعات اور برے اعمال داخل کر کے اُن کے حسنِ جمال کو بدنما کر دیا ہے حالانکہ روشن شریعت نے ایسے کاموں کو حرام قرار دیا ہے جیسے گانے بجانے کے ممنوع آلات کا استعمال ، بدعات اور بے حیائی سے بھرپور گانے ، اس نے اس (مجلسِ ذکر) کو گناہوں کی میل سے طہارت قلبی کا عملی وسیلہ نہیں بنایا جو اسے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے بلکہ وہ غافل نفس کی تسلی اور رنگینگی پر مبنی اغراض کو ثابت کرنے کے لیے ہے ۔

لیکن افسوسناک بات تو یہ ہے کہ بعض مدعیانِ علمِ ذکر کے حلقوں پر حملہ آور

ہوئے اور انہوں نے ان باغیانِ دین اور اُن لوگوں میں تمیز نہیں کی جو ذکر کرنے والے، راہ شریعت پر چلنے والے اور مخلص لوگ ہیں۔ ذکر الٰہی اِن کے ایمان کو مضبوط کرتا، انہی معاملے میں استقامت اور مخلوق میں بلندی عطا کرتا اور اطمینانِ قلب سے بہرہ ور کرتا ہے۔

یہاں کچھ منصف مزاج لوگ بھی ہیں جنہوں نے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے سچے صُوفیا اور ان بے دینوں کے درمیان فرق کیا اور ذکر کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ذاضح کیا ان کے سرخیل علامہ ابنِ عابدین (شامی) ہیں۔ جنہوں نے اپنے رسالہ شفا العلیل میں لکھا ہے اور جھُوٹے صُوفیاء کا رد کیا ہے، ذکر کے سلسلے میں انکی بدعات و منکرات کو منظرِ عام پر لانے کے لیے ان کے قرب نیز ان کی صحبت سے ڈرایا، پھر فرمایا!

"اس بات کی صداقت میں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے اکابر صوفیا کرام ہر بُری عادت سے مُبرا تھے۔"

امام الطائفتین ہمارے سردار حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے اور اِدھر اُدھر جھکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ طریقت نے ان کے جگر کاٹ دیئے بارگاہ خُداوندی میں قیام نے ان کے دِل چیر دیئے اور اَب وہ بے طاقت ہو گئے ہیں اگر وہ اپنے حال کے مداوا کے لیے حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ ....؟

پھر فرمایا جو کچھ امام جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اس کی مثل علامہ فہاد ابنِ کمال پاشا نے بھی فرمایا جب ان سے اس بارے

میں فتویٰ مانگا گیا تو انہوں نے فرمایا :-

" اگر تو سچا ہو تو وجد میں کوئی حرج نہیں اور اگر تو مخلص ہو تو ادھر اُدھر جھکنے میں کوئی حرج نہیں ، بس تو ایک پاؤں پر کھڑا ہو جائے اور ایک پاؤں پر چلے اور جس کو اس کا مالک بُلائے تو اس کا فرض ہے کہ سر کے بل چل کر جائے ۔

جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ذکر سماع کے وقت ان کی اجازت ان عارفین کے لیے ہے جو اپنے اوقات کو اچھے اعمال میں صرف کرتے ہیں راہ خُداوندی میں چلنے والے اور قبیح احوال سے اپنے نفس کو بچاتے ہیں وہ صرف اپنے معبود کی بات سُنتے اور اس کا اشتیاق رکھتے ہیں ۔ اگر اس کا ذکر کریں تو رَو پڑتے ہیں اگر اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو بَرملا ۔ اگر اسے پالیں تو چلاتے ہیں اور اگر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو آرام پاتے ہیں ۔ اگر ان پر وجد غالب آجائے اور وہ اپنی عقیدت کے گھاٹوں سے پینے لگیں تو ان میں سے کسی پر وارداتِ ہیبت وارد ہوتے ہیں تو وہ گر پڑتا ہے اور پگھل جاتا ہے اور ان میں سے بعض کے لیے لطف و کرم کی روشنیاں چمکتی ہیں پس وہ حرکت کرتا اور خوش ہوتا ہے کسی پر قربِ خُداوندی کے مطلع سے محبت نمودار ہوتی ہے تو وہ مدہوش ہو کر غائب ہو جاتا ہے ۔ یہ جواب مجھ پر ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے ۔

پھر مزید فرمایا " ہماری گفتگو ان لوگوں سے نہیں جنہوں نے ان (اسلاف) کی اقتدار کی ان کے گھاٹ سے پیا اور اپنی ذات میں اس بہت علم والے بادشاہ کا شوق اور محبت پائی ہماری گفتگو ان عام

فاسقوں اور کمینے لوگوں سے ہے۔[1]

یہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ امام ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ ذکر میں وجد اور حرکت کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک فتویٰ جواز پر ہے۔ ممانعت کے بارے میں وہ جو نصوص اپنے مشہور حاشیہ کی تیسری جزء میں لاتے ہیں یہ اس صورت پر محمول ہے جب ذکر کے حلقوں میں غیر شرعی باتیں پائی جاتی ہوں۔ مثلاً لہو ولعب اور گانے بجانے کے آلات،[2] ڈھول بجنا، خوب صورت نوخیز لڑکوں سے مل بیٹھنا، معانی کو ان (لڑکوں) کے اوصاف پر محمول کرنا، اِن سے عشق بازی کرنا اور وہ غیر شرعی امور جو اس بات تک پہنچاتے ہوں۔

مخالفت کرنے والوں نے ابن عابدین کے کلام سے صرف اس لیے استدلال کیا کہ وہ ان کے اس کلام پر مطلع نہ ہو سکے جو ان کے مجموعہ رسائل میں ہے جہاں انہوں نے جھوٹے اور سچے صوفیا میں فرق بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور معرفت خداوندی سے سرشار، واصلین اور ان کی اقتدار کرنے والوں کے لیے وجد اختیار کرنا جائز قرار دیا پس دونوں بنیادی ماخذوں کی طرف رجوع کرو تم پر حق واضح ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تواجد کا معنیٰ بتکلف وجد اختیار کرنا ہے حقیقت میں وجد نہ ہونے کے باوجود اس کا اظہار کرنا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں جب کہ نیت صحیح ہو جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین نے اپنے حاشیے میں فرمایا۔

---

[1] شفاء العلیل وبل الغلیل (مجموعہ رسائل ابن عابدین کا ساتواں رسالہ) ص ۱۷۲، ۱۷۳
[2] چھڑی کے ساتھ ضرب لگانا۔

"اگر تو سچا ہے تو وجد اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر تو مخلص ہے تو دوران ذکر اِدھر اُدھر جھکنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں"۔

جب شرعی طور پر تواجد (وجد اختیار کرنا) جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فقہاء کرام نے بیان فرمایا تو وجد بطریق اولیٰ جائز ہے اور صوفیائے کرام کا وجد میں آنا اور وجد اختیار کرنا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے عمل سے ماخوذ ہے۔

اور یہ ہیں مکہ مکرمہ میں شوافع کے مفتی بہت بڑے علامہ احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنی مشہور کتاب میں ان (صحابہ کرام) کی ایک حالت بیان کرتے اور اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فتح خیبر کے بعد حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ سے تشریف لائے اس کے ساتھ کچھ مسلمان تھے جن کی تعداد سولہ تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرتے ہوئے اُن کی پیشانی کو چوما، معانقہ کیا اور ان کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ جب وہ حاضر ہوتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ دو میں سے کس بات کی مجھے زیادہ خوشی ہے۔ فتح خیبر کی یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی؟ آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم جسمانی اور اخلاقی طور پر مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہو"۔

تو اس خطاب کی لذت سے انہوں نے رقص کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رقص کا انکار نہ فرمایا۔

اس حدیث کو صوفیائے کرام نے اس رقص کی بنیاد قرار دیا ہے

جب وہ ذکر و سماع کی مجلسوں میں ذکر اللہ کی لذت پائے (اور رقص کرتے ہیں) السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ لزینی وحلان بر حاشیہ سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۵۱
آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم" (وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوتے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں) کے ضمن میں حضرت ابن عمر عروہ، ابن زبیر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو نقل کیا گیا کہ وہ عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے تو بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کھڑے اور بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے، فرماتے ہیں اُن کا مقصد آیت کے مدلول افراد میں ایک فرد کی موافقت کرکے تبرک حاصل کرنا تھا۔

(روح المعانی ج ۴ ص ۱۴۰)

سیدی ابو مدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-
"اس آدمی سے کہو جو اہل محبت کو وجد سے روکتا ہے کہ جب تو نے محبت کی شراب کا مزہ نہیں چکھا تو ہمیں چھوڑ دے ——— جب ملاقات کے شوق میں ارواح حرکت کرتی ہیں، تو دہاں بلند و بالا شخصیات رقص کرتی ہیں اے ناواقف حقیقت!

اے نوجوانو! پنجرے میں بند پرندے کو تُو نہیں دیکھتا جب اسے اپنے وطن کی یاد آتی ہے۔ تو گانے والے کا مشتاق ہوتا ہے گانے سے اس کے دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس کے ظاہری و باطنی اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے اے نوجوانو! محبین کی ارواح کی بھی یہی صورت ہے کہ عالم بالا کے شوق سے

وہ جھوم اٹھتی ہیں۔ کیا ہم ان پر صبر لازم کر دیں حالانکہ وہ شوق میں ہیں اور کیا وہ جو حقیقت کا مشاہدہ کر رہا ہو صبر کی طاقت رکھتا ہے۔

اے مشتاق کے اونٹوں کو ہانکنے والے! اٹھ اور کھڑا ہو اور ہمارے حبیب کا نام لے کر ہمیں راحت پہنچا۔

خلاصہ:

گذشتہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کے وقت حرکت میں آنا شرعاً جائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ذکر کا حکم مطلق ہے جو تمام حالتوں کو شامل ہے پس جو شخص بیٹھ کر کھڑے ہو کر، بیٹھے ہوتے یا کھڑے ہوئے۔ حرکت کے ساتھ یا سکون کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اس نے مطلب کو قائم کیا اور امر الٰہی بجالایا۔

پس جو شخص ذکر کے دوران حرکت کے حرام یا مکروہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس سے دلیل کا مطالبہ ہے کیونکہ وہ بعض مطلق حالات کو ایک حکم سے خاص کرتا ہے اور بعض کو چھوڑتا ہے۔

بہر حال ذکر کے حلقوں میں داخل ہونے سے مسلمان کا مقصد ذکر کی عبادت قائم کرنا ہے اور اس میں حرکت شرط نہیں لیکن وہ اس عبادت میں ہشاش بشاش رہنے کا وسیلہ ہے اور اگر نیت صحیح ہو تو اہلِ وجد سے مشابہت ہے۔

پس ان سے مشابہت اختیار کرو اگر تم ان کی مثل نہیں کیونکہ معزز لوگوں سے مشابہت اختیار کرنا کامیابی ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔

ولا شك ان التواجد وهو تكلف الوجد واظهاره من غير ان يكون له وجد حقيقة فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه الطبراني في الاوسط عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه وانما كان المتشبه بالقوم منهم لان تشبهه بهم يدل على حبه اياهم و رضائه باحوالهم وافعالهم

(الحديقة الندية ج ۲ ص ۵۲۵)

تواجد یہ ہے کہ ایک شخص کو حقیقۃً وجد حاصل نہ ہو لیکن وہ تکلف سے وجد کو اختیار کرتا ہے اور اسے ظاہر کرتا ہے ، اس میں شک نہیں کہ تواجد میں حقیقی وجد والوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے اور یہ نہ صرف جائز ہے ۔ بلکہ شرعاً مطلوب ہے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے ،

یہ حدیث امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ، کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے والا ان میں سے اس لیے ہے کہ اس کا اس قوم سے مشابہت اختیار کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اُن سے محبّت رکھتا ہے اور ان کے احوال و افعال سے راضی ہے ۔

اثبات الوجد والتواجد، والرقص

شمارہ	اسم کتاب	صحیفہ
۱	تفسیر روح المعانی	ص ۵۳/۹ ص ۵۴/۹ ص ۸۶/۹ وجد در نماز
۲	تفسیر روح البیان	ص ۱۴۷/۴ ص ۱۳۵/۳ ص ۲۴۳/۳ عورف ص ۴۱۹/۲ مائدہ ص ۷۶/۷ لقمان = ص ۱۱/۸ = ص ۹۹/۸ = ص ۱۰۰ = ص ۱۰۱ ص ۵۱۴/۸ رقص سورۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
۳	تفسیر احمدی	ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۹/۷
۴	〃 جلالین	ص
۵	〃 شامی	ص ۳۳۷/۳
۶	〃 عالمگیری	ص ۱۳۶/۱ ص ۱۰۰/۱ ص ۱۰۱/۱ ص ۳۵۲/۵
۷	〃 کشف النور	ص ۲۱/۱ الصعق، والزعق، والصیاح والاضطراب
۸	〃 الحدیقۃ الندیۃ فی طریقہ محمدیہ	ص ۵۲۳/۲ رقص، دوران، تخریق الاثواب، ص ۵۲۵/۲ ص ۵۲۷/۲
۹	احیاء علوم الدین	ص ۱۱۳۸/۲ = ص ۱۱۶۰/۲ = ص ۱۱۶۱/۲ = ص ۱۱۶۳/۲ ص ۱۱۶۵/۲ - ص ۱۱۶۶/۲ = ص ۱۱۶۷/۲ = ص ۱۱۷۰/۲ = ص ۱۱۷۱/۲ = ص ۱۱۷۱/۲ = ص ۱۱۷۶/۲ = ص ۱۱۷۷/۲ = ص ۱۱۸۲/۲ = ص ۱۱۸۴/۲ = ص ۱۱۸۵/۲ = ص ۱۱۸۷/۲ = ص ۱۱۸۸/۲ = ص ۱۱۸۹/۲ = ص ۲۳۸۴/۵ = ص ۲۳۸۵/۵ = ص ۲۳۸۷/۵ = ص ۲۳۸۷/۵ = ص ۲۳۸۸/۵

شمارہ	اسم کتاب	صحیفہ
۱۰	قطب الارشاد	ص ۵۲۴ ، ص ۵۳۷ ، ص ۵۶۰ ، ص ۵۶۱ ، ص ۵۷۲ ، ص ۵۸۹ ص ۵۹۸ ،
۱۱	الانوار القدسیۃ	ص ۱۸۰/۱ ، ص ۱۸۱/۱ ، ص ۱۸۲/۱ ، ص ۱۸۳/۱ ص ۱۸۴/۱ ، ص ۱۸۵/۱ ، ص ۱۸۶/۱ ، ص ۱۸۸/۱ ص ۱۸۹/۱ ، ص ۱۹۰/۱ ، ص ۱۹۲/۱ ، ص ۲۰۱/۱ ،
۱۲	نور العقائد	ص ۱۸۶ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴
۱۳	ہدایہ	ص ۱۳۵
۱۴	مکتوبات شریف حضرت امام ربانی رح حضور مجدد الف ثانی رح قدس سرہ	مکتوب ص ۳۱۷ ، ص ۵۵۱/۱ ، ص ۵۵۲/۱ ، ص ۵۵۳/۱ ص ۵۵۴/۱ ، ص ۵۵۵/۱ ، ص ۵۵۶/۱ ص ۵۶۲/۱ ، ص ۵۶۳/۱ " ص ۲۰۰ ص ۳۱۷/۱ بی اختیار برزمین میخواباند
۱۵	نفحات الانس	ص ۱۸۸ ، ص ۱۸۹ ، ص ۱۹۲ ، ص ۱۹۵ ، ص ۲۵۷ ، ص ۱۹۷ ، ص ۲۶۲ ، ص ۲۸۱ ، ص ۳۰۳ ، ص ۴۰۰ ، ص ۴۲۸ ، ص ۴۲۹ ، ص ۴۵۷ ، ص ۴۶۲ ، ص ۵۲۵
۱۶	کشف المحجوب	مردن ۷۰۰ کنزک عذرا از صفت داؤد ع ص ۵۳۲ مردن مرید جنید ص ۵۳۳ بیان بصرہ و ابلہ از سماع جوانی جان بداد ص ۵۴۱ تواجد جنید و محمد بن مسروق و ابو العباس بن عطاء رح ص ۵۴۲ جامہ صد پارہ کردن ۔

تحفۃ الاخوان
فی
ختم خواجگان

برائے دفع بلیات و رفع حاجات و ایصال ثواب باروح طیبات

(۱) فاتحہ شریف ۔ ہفت ۷ مراتبہ

(۲) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ صد ۱۰۰ مراتبہ

(۳) درود شریف : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ صد ۱۰۰ مراتبہ

(۴) سورۂ اخلاص شریف ہزار ۱۰۰۰ مراتبہ

الم نشرح ...... ۷۹ مراتبہ

(۵) فاتحہ شریف ہفت ۷ بار

(۶) باز درود مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) درود مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

(۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پنجصد ۵۰۰ مراتبہ

(۳) درود مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم خلفاء ثلٰثہ یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ پنجصد ۵۰۰ مراتبہ

(۲) درود مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم حضرت امام ربّانی قدس اللہ سرہ العزیز

(۱) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

(۲) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پنجصد ۵۰۰ مراتبہ

(۳) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ؕ پنجصد ۵۰۰ مراتبہ

(۳) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم حضرت خواجہ معصوم اول قدس اللہ سرہ العزیز

(۱) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

(۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ پنجصد ۵۰۰ مراتبہ

(۳) درود شریف مذکور صد ۱۰۰ مراتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس

(۱) درود شریف مذکور صد مراتبہ
(۲) اَللّٰھُمَّ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ پنجصد مراتبہ
(۳) درود شریف مذکور صد مراتبہ

ختم حضرت مولٰنا صاحب محمد ھاشم سمنگانی قدس اللہ سرہ العزیز

(۱) درود شریف مذکور صد مراتبہ
(۲) اَللّٰھُمَّ یَا اَخْفَی اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِكَ الْاَخْفٰی پنجصد مراتبہ
(۳) درود شریف مذکور صد مراتبہ

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب قدس اللہ سرہ :

(۱) درود شریف مذکور صد مراتبہ
(۲) سورہ لایلف قریش پنجصد مراتبہ
(۳) درود شریف مذکور صد مراتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ :

(۱) درود شریف مذکور ہفت مرتبہ
(۲) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ط صد مراتبہ
(۳) درود شریف مذکور ہفت مراتبہ

ختم حضرت خضر علیٰ نبیّنا علیہ الصلوٰۃ و السّلام

(۱) درود شریف مذکور ہفت مراتبہ

(۲) وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۰ صد مراتبہ

(۳) درود شریف مذکور ہفت مراتبہ

(۱) اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتْ صد مراتبہ

(۲) اَللّٰھُمَّ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتْ صد مراتبہ

(۳) اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتْ صد مراتبہ

(۴) اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتْ صد مراتبہ

(۵) اَللّٰھُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضْ صد مراتبہ

(۶) اَللّٰھُمَّ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتْ صد مراتبہ

(۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتْ صد مراتبہ

(۸) اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنْ صد مراتبہ

(۹) اَللّٰھُمَّ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنْ صد مراتبہ

(۱۰) اَللّٰھُمَّ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنْ صد مراتبہ

(۱۱) اَللّٰھُمَّ یَا رَاحِمَ الْعَاصِیْنْ صد مراتبہ

(۱۲) اَللّٰھُمَّ اَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنْ صد مراتبہ

(۱۳) اَللّٰھُمَّ یَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْرٍ صد مراتبہ

(۱۴) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۱۵) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْقِذَ الْھَلْکٰی — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۱۶) اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۱۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۱۸) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۱۹) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الرَّازِقِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۲۰) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الْفَاتِحِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۲۱) اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۲۲) اَللّٰھُمَّ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ
(۲۳) اَللّٰھُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن — ۱۰۰ صد مراتبہ

اَغِثْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَ
وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؕ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ؕ یک مرتبہ

درود شریف ناریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ
بِہِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِہِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِہِ
الرَّغَائِبُ وَتَحْسُنُ[1] بِہِ الْخَوَاتِمُ وَیُسْتَسْقَی
الْغَمَامُ بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ فِیْ کُلِّ
لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ختم ۴۴۴۴

---

[1] وفی بعض النسخ وحُسْنُ الخواتم ۱۲

ارشاد خط قیوم زماں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی بنام شیخ الشیوخ قیوم زمان
حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی عبادہ
الذین اصطفی اما بعد فان
اخندزادہ سیف الرحمن بن قاری
سرفراز خان لما اخذ عنی اعنی
محمد ہاشم بن محمد وزیر
ودخل فی الطریقۃ النقشبندیۃ
وبلغ الی مرتبۃ الولایت الخاصۃ و
صار کاملا ومکملا اجزتہ ان یلقن
الذکر للطالبین المسترشدین فھو خلیفۃ
مطلقۃ مقبولہ مقبولی ومردودہ
مردودی وان لایخاف فی اللہ لومۃ لائم

محمد ہاشم

تصدیق کنندگان

(۱)
محمد لعل
از قندوز

(۲)
مولانا محمد حضرت
خسر حضرت مولانا
محمد ہاشم سمنگانی

(۳)
عبید اللہ
اخندزادہ پسر
حضرت مولانا شاہ
رسول پیر آقا
حضرت مرشدنا اخندزادہ
سیف الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

(۴)
ملا عبد الباسط
برادر کلاں
اخندزادہ مبارک و
خسر حضرت مولانا

(۵)
ملا محمد صادق
برادر حضرت
اخندزادہ مبارک

۶
مولوی سید محمد
سکاکا خسر حضرت مولانا
صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۷)
ملا آغا لستم خان

۸
ملا نجوم از لغمان

ناشر: محمد عابد حسین سیفی مجددی خلیفہ مجاز
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ از لاہور

سلسلہ عالیہ طریقہ نقشبندیہ مجدّدیہ

معصومیہ شمسیہ مولویہ ہاشمیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم
۵۔ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۶۔ حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ
۷۔ حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی قدس اللہ سرہٗ
۸۔ حضرت ابوعلی فضل بن محمد الطوسی عرف ابوعلی فارمدی قدس اللہ سرہٗ
۹۔ حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی قدس اللہ سرہٗ
۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی المالکی نسباً والحنفی مذہباً قدس اللہ سرہٗ
۱۱۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہٗ
۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہٗ
۱۳۔ حضرت خواجہ علی النساج رامیتنی عرف حضرت عزیزاں قدس اللہ سرہٗ
۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس اللہ سرہٗ
۱۵۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس اللہ سرہٗ
۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین محمّد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ
۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار قدس اللہ سرہٗ
۱۸۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگری قدس اللہ سرہٗ

۱۹ ۔ حضرت ناصر الدین عبید اللہ بن محمود السمرقندی عرف خواجہ احرار قدس اللہ سرہٗ
۲۰ ۔ حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاری قدس اللہ سرہٗ
۲۱ ۔ حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی قدس اللہ سرہٗ
۲۲ ۔ حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ الامکنگی البخاری قدس اللہ سرہٗ
۲۳ ۔ حضرت مؤید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ الکابلی قدس اللہ سرہٗ
۲۴ ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی قدس اللہ سرہٗ
۲۵ ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اوّل قدس اللہ سرہٗ
۲۶ ۔ حضرت خواجہ محمد صبغۃ قدس اللہ سرہٗ
۲۷ ۔ حضرت خواجہ محمد اسماعیل عرف امام العارفین قدس اللہ سرہٗ
۲۸ ۔ حضرت حاجی غلام محمد معصوم عرف خواجہ معصوم ثانی قدس اللہ سرہٗ
۲۹ ۔ حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاءؔ قدس اللہ سرہٗ
۳۰ ۔ حضرت حاجی محمد صفی اللہ قدس اللہ سرہٗ
۳۱ ۔ حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف حضرت شہید قدس اللہ سرہٗ
۳۲ ۔ حضرت حاجی شاہ ضیاءؔ عرف میاں جی صاحب قدس اللہ سرہٗ
۳۳ ۔ حضرت صاحب شمس الحق عرف حضرت صاحب کوہستان قدس اللہ سرہٗ
۳۴ ۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہٗ
۳۵ ۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہٗ
۳۶ ۔ مرشدنا حضرت اخونزادہ سیف الرحمٰن اطال اللہ حیاتہٗ
۳۷ ۔ حضرت پیر محمد عابد حسین حنفی سیفی اطال اللہ حیاتہٗ

سلسلہ عالیہ حضرات قادریہ قدس اللہ اسرارہم الصافیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت ابومحمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ
۵۔ حضرت ابوسلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہٗ
۶۔ حضرت ابومحفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ
۷۔ حضرت ابوحسن عبداللہ سری سقطی قدس اللہ سرہٗ
۸۔ حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ
۹۔ حضرت ابوبکر الشبلی المالکی قدس اللہ سرہٗ
۱۰۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی قدس اللہ سرہٗ
۱۱۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المقتدم قدس اللہ سرہٗ
۱۲۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس اللہ سرہٗ
۱۳۔ حضرت ابوالحسن ھنکاری قدس اللہ سرہٗ
۱۴۔ حضرت ابوسعید مبارک قدس اللہ سرہٗ
۱۵۔ حضرت ابومحمد عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الحسنی قدس اللہ سرہٗ
۱۶۔ حضرت شاہ دولتہ دریائی قدس اللہ سرہٗ
۱۷۔ حضرت شاہ منور قدس اللہ سرہٗ
۱۸۔ حضرت شاہ عالم الدھلوی قدس اللہ سرہٗ
۱۹۔ حضرت شیخ احمد ملتانی قدس اللہ سرہٗ
۲۰۔ حضرت شیخ جنید پشاوری قدس اللہ سرہٗ

۲۱ - حضرت مولانا محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہٗ
۲۲ - حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہٗ
۲۳ - حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہٗ
۲۴ - حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات قدس اللہ سرہٗ
۲۵ - حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ہڈی صاحب قدس اللہ سرہٗ
۲۶ - شیخ الاسلام تگاب حضرت شیخ حمید اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ
۲۷ - حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہٗ
۲۸ - حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہٗ
۲۹ - حضرت مرشدنا اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب اطال اللہ حیاتہٗ
۳۰ - حضرت پیر محمد عابد حسین حنفی سیفی اطال حیاتہٗ

سلسلہ طریقہ انیقہ حضرات چشتیہ قدس اللہ اسرارھم العلیہ

---

۱ - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ - حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳ - حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
۴ - حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ
۵ - حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہٗ
۶ - حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادھم الفاروقی البلخی قدس اللہ سرہٗ
۷ - حضرت سدید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہٗ
۸ - حضرت امین الدین شیخ ھبیرہ البصری قدس اللہ سرہٗ
۹ - حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علو دینوری قدس اللہ سرہٗ

۱۰- حضرت شریف الدین ابو اسحاق شامی قدس اللہ سرہٗ

۱۱- حضرت قدوۃ الدین ابو احمد ابدال الچشتی الحسنی قدس اللہ سرہٗ

۱۲- حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہٗ

۱۳- حضرت ناصر الدین خواجہ ابو یوسف الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۴- حضرت خواجہ قطب الدین مودود الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۵- حضرت نیر الدین حاجی شریف زندانی قدس اللہ سرہٗ

۱۶- حضرت ابو منصور خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ

۱۷- حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینی السنجری الاجمیری قدس اللہ سرہٗ

۱۸- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۹- حضرت فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی عرف گنج شکر قدس اللہ سرہٗ

۲۰- حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۲۱- حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہٗ

۲۲- حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان پانی پتی قدس اللہ سرہٗ

۲۳- حضرت شیخ احمد عبد الحق ابدال قدس اللہ سرہٗ

۲۴- حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف قدس اللہ سرہٗ

۲۵- حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۶- حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۷- حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی الکابلی قدس اللہ سرہٗ

۲۸- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی قدس اللہ سرہٗ

۲۹- حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ

۳۰- حضرت سید عبد اللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب قدس اللہ سرہٗ

۳۱- حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہٗ

۳۲- حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہٗ

۳۳۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھومی قدس اللہ سرہ
۳۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ
۳۵۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہ
۳۶۔ حضرت مولانا محمد شعیب تور ڈھیری قدس اللہ سرہ
۳۷۔ حضرت مولانا عبد الغفور عرف حضرت سوات صاحب قدس اللہ سرہ
۳۸۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب قدس اللہ سرہ
۳۹۔ حضرت شیخ حمید اللہ عرف شیخ الاسلام تگاب قدس اللہ سرہ
۴۰۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ
۴۱۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
۴۲۔ مرشدنا حضرت اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب اطال اللہ حیاتہ
۴۳۔ حضرت پیر محمد عابد حسین حنفی سیفی اطال اللہ حیاتہ

سلسلہ طریقہ عمیقہ حضرات سہروردیہ قدس اللہ اسرارہم العلیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
۲۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ
۵۔ حضرت ابو سلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ
۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ
۷۔ حضرت ابو الحسن عبد اللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ

۸۔ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ
۹۔ حضرت کریم الدین ممشاد دینوری قدس اللہ سرہٗ
۱۰۔ حضرت ابو العباس احمد دینوری قدس اللہ سرہٗ
۱۱۔ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عموتیہ قدس اللہ سرہٗ
۱۲۔ حضرت ابو عمر قطب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ
۱۳۔ حضرت ابو النجیب عبد القاہر السہروردی الصدیقی قدس اللہ سرہٗ
۱۴۔ حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السہروردی قدس اللہ سرہٗ
۱۵۔ حضرت ابو البرکات بہاؤ الدین زکریا الاسدی القرشی الملتانی قدس اللہ سرہٗ
۱۶۔ حضرت ابو الفتح رکن الدین فضل اللہ القرشی قدس اللہ سرہٗ
۱۷۔ حضرت مخدوم جہانیاں ابو الکرم سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہٗ
۱۸۔ حضرت سید اجمل صاحب قدس اللہ سرہٗ
۱۹۔ حضرت سید بدھن بہرائچی قدس اللہ سرہٗ
۲۰۔ حضرت شیخ محمد درویش قدس اللہ سرہٗ
۲۱۔ حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہٗ
۲۲۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہٗ
۲۳۔ حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ
۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ
۲۵۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ
۲۶۔ حضرت حاجی بہادر سید عبد اللہ الحسینی قدس اللہ سرہٗ
۲۷۔ حضرت شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہٗ
۲۸۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہٗ
۲۹۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھومی قدس اللہ سرہٗ
۳۰۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہٗ

۳۱ ۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہٗ

۳۲ ۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہٗ

۳۳ ۔ حضرت مولانا عبد الغفور رسواتی قدس اللہ سرہٗ

۳۴ ۔ حضرت اخونزادہ نجم الدین عرف ہڈی صاحب قدس اللہ سرہٗ

۳۵ ۔ حضرت شیخ الاسلام حمید اللہ تگابی قدس اللہ سرہٗ

۳۶ ۔ حضرت مولانا شاہ رسول صاحب الطالقانی قدس اللہ سرہٗ

۳۷ ۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہٗ

۳۸ ۔ حضرت مولانا اخونزادہ سیف الرحمٰن صاحب اطال اللہ حیاتہٗ

۳۹ ۔ حضرت پیر محمد عابد حسین حنفی سیفی صاحب اطال اللہ حیاتہٗ

حسب ارشاد پیرِ طریقت آفتابِ ولائیت شیخ الشیوخ حضرت
اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی خراسانی مدظلہ

اہمیتِ آدابِ شیخ

افاداتِ عالیہ پیر محمد عابد حسین سیفی
مہتمم دار العلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ

شعبہ نشر و اشاعت
ادارہ سیفیہ
مرکزی جامع مسجد تالاب والی، باغبانپورہ، لاہور

ادارہ ہذا کے اغراض و مقاصد

- اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے ذکر خیر کا فروغ
- مسلک حق کی تشہیر اور عقائد اہلسنت و الجماعت کی ترویج و اشاعت
- اولیائے کرام اور بزرگان دین کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانا۔
- بد عقیدہ اور گمراہ فرقوں کا قلمی احتساب
- اولیائے امت اور علمائے ملت سے رابطہ
- لائبریری اور مطالعاتی مراکز کا قیام
- سنی نوجوانوں کی سنت کے مطابق تربیت کا اہتمام
- جہاد بالقلم، جہاد بالنفس اور جہاد بالسیف کی دعوت
- تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لئے محافل کا ذکر و فکر کا انعقاد
- معاشرے میں دینی علوم اور اسلامی ادب کا فروغ

آیئے

اس عظیم مشن کی تکمیل کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کیجئے

مرکزی دفتر:- ادارہ سیفیہ ! مرکزی مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ
الکریم الامین الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین اما بعد . . . .

اہمیت صحبت شیخ کامل ومکمل کا بیان

عن حنظلۃ (فی حدیث طویل)
فاذا خرجنا من عندہ
انسنا الازواج والاولاد
الضیعات ونسینا کثیرا
فقال والذی نفسی بیدہ
لو تدومون علیٰ ماتکونون
عندی او فی الذکر لصافحتکم
الملئکۃ علیٰ فرشکم و فی
طرقکم ولکن یا حنظلۃ
ساعۃ وساعۃ ثلث مرات
(اخرجہ مسلم والترمذی)

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے (لمبی حدیث میں) پھر
جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آتے ہیں تو بیوی بچوں اور معاملات
جائیداد میں آلودہ ہو جاتے ہیں اور
بہت سی باتوں کا خیال بھی نہیں
رہتا آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس
حالت پر میرے پاس ہوتے ہو اگر
تم لوگوں کو اس حالت پر یا یہ فرمایا
کہ ذکر میں دوام ہو جاتے تو تم سے
بستروں اور سڑکوں پر فرشتے مصافحہ
کرنے لگیں۔ لیکن اے حنظلہ ایک

ساعت کیسی ایک ساعت کیسی یہ مضمون آپ نے تین بار فرمایا (اسکو مسلم و ترمذی نے روایت کیا)

جس طرح مجاہدات و ریاضات سے کسی کیفیت کا ورود ہوتا ہے اسی طرح شیخ کی صحبت اور خطاب سے بھی ہو جاتا ہے گو اس کو مثل اثر ریاضت کے رسوخ اور بقا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ خدمت مبارک سے علیحدہ ہو کر تعلقات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں اس سے ناشی ہے جس کا سبب بعدِ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

صحبت شیخ کامل و مکمّل کی ضرورت

(بیعت کی اصلی بڑی ضرورت یہی رفاقت یا پیر کی صحبت و تعلق ہے تاکہ راستہ کے خطرات یا اس کی ٹھوکروں سے حفاظت ہو) علم چاہے ہو یا نہ ہو بلکہ علم بھی بلا صحبت کے بیکار ہے۔ صاحبِ صحبت بلا علم کی اصلاح "صاحبِ علم بلا صحبت" سے زیادہ ہوتی ہے۔ صحابہ سب کے سب عالم نہ تھے (مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی فضیلت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ محدثین و فقہاء اور بڑے سے بڑے اولیاء و اقطاب پر مسلم ہے۔ اِس فضیلت کا مدارِ محض حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت پر ہے۔ صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔ اتنی توجّہ علم کی طرف نہیں کی جتنی صحبت کی طرف

بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمّل ہوا ہے۔ موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا۔ حتیٰ کہ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لے کر اُٹھاتے گا تو وہ بھی قاعدہ سے نہ اُٹھایا جا سکے گا۔ بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا اندازہ بھی نہیں آتا۔ بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہو سکتا غرض بدوں کامل کی صحبت کے کوئی کامل نہیں

بن سکتا ہے ۔

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا   گو نشیند در حضور اولیاء
یک زمانہ صحبت با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
صحبتِ نیکاں اگر یک ساعت است   بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است

(مطلب یہ ہے کہ) نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک بنا دے گی ۔ اسی طرح بدبخت کی صحبت تم کو بد بنا دے گی ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی ہم نشینی کا طالب ہو تو اس کو اولیائے کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے ۔ اللہ والوں کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت (عبادت) سے بہتر ہے ۔ نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جا دے تو وہ سو سالہ زہد و طاعت سے بہتر ہے ۔)

صحبتِ شیخ میں طالب دزدیدہ طور پر اپنے اندر اخلاق کو لے لیتا ہے صحبت نیکاں کے متعلق یہ قطعہ بہت عجیب اور مناسب ہے ۔ ؎

گِلے خوشبوئے در حمام روزے   رسید از دستِ محبُوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری   کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم!   ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد   دگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(ترجمہ) ایک دن حمام میں ایک محبوب کے ہاتھ سے ایک خوشبو دار مٹی مجھ کو ملی میں نے اس سے کہا تو مشک ہے یا عنبر ہے کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں اس نے جواب دیا کہ میں ناچیز اور معمولی مٹی ہی تھی ۔ مگر ایک مدت تک پھُول کے ساتھ میری صحبت رہی ۔ میرے ہم صحبت کی خوبی نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وُہی خاک ہوں جیسی کہ پہلے تھی)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اذکار

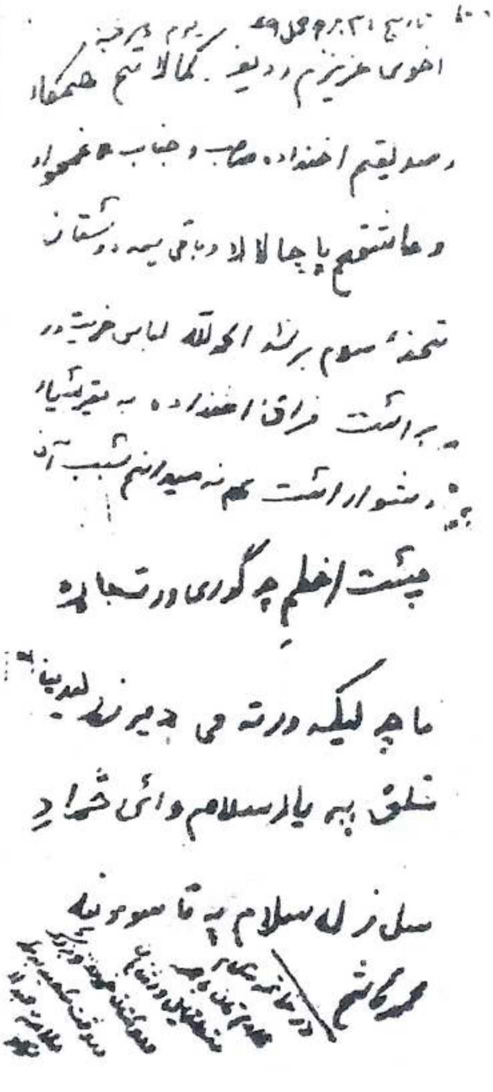
مشائخ و معمولات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

صحبتنا متصلة الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان لم یثبت تعین الآداب واو تلك الاشغال (القول الجمیل)

ہماری صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ اگرچہ ہمارے (اذکار و اشغال، کے آداب معینہ اور مخصوص تشکلیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہت نہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عکس مکتوب گرامی
سیدنا مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ


تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۴۹
اخوی عزیزم ردیف کمالاتم همکار صدیقم آخندزاده صاحب و جناب غمخوار و عاشقم پاچالالا و باقی همه دوستان
تحفهٔ سلام برسد الحمدلله لباس صحت در بر است فراق آخندزاده به فقیر بسیار دشوار است نمیدانم سبب آن چیست
چې ستا خط مې گوری ورته ژاړه
ما چې لیکه ورته مې ځیګر ونه
خلق په یار سلام وائی څوارده
سل زره سلام په تاسو ونه
محمد ہاشم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب گرامی حضرت سیدنا و مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ بنام شیخ المشائخ قدوۃ العالم حضرت سیدنا آخندزادہ سیف الرحمٰن زادہ اللہ تعالیٰ قدرہٗ

تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۴۹ھ

برادر عزیز! میرے کمالات کے نقش ثانی، میرے شریک کار دوست، آخندزادہ صاحب اور میرے غم خوار اور عاشق صادق، پاچالالا صاحب اور باقی تمام دوستوں کو تحفۂ سلام پہنچے، الحمدللہ! کہ خیریت سے ہوں، آخندزادہ کی جدائی فقیر کے لیے بہت بھاری ہے، میں نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے۔

ترجمہ پشتو اشعار

(۱) جب میرا مکتوب پڑھو تو گریہ و زاری اختیار کرو، کیونکہ خط لکھتے وقت میں بھی بہت رویا ہوں

(۲) لوگو! میرے دوست کو سلام پہنچاؤ، میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

دستخط حضرت مولانا محمد ہاشم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سواد مکتوب حضرت سیدنا و مولانا صاحب محمد ہاشم صاحب سمنگانی کہ بنام شیخ الشیوخ قدوۃ العالم حضرت سیدنا سیف الرحمٰن زادہ اللہ قدرہٗ و منزلتہٗ نوشتہ است حسب ذیل است۔

تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۴۹

اخوی عزیزم، ردیف کمالاتم، همکار صدیقم آخندزاده صاحب و جناب غمخوار و عاشقم پاچالالا، و باقی همه دوستان تحفهٔ سلام برسد الحمدلله بلباس صحت ملبس است، فراق آخندزاده به فقیر بسیار دشوار است، نمیدانم سبب آن چیست

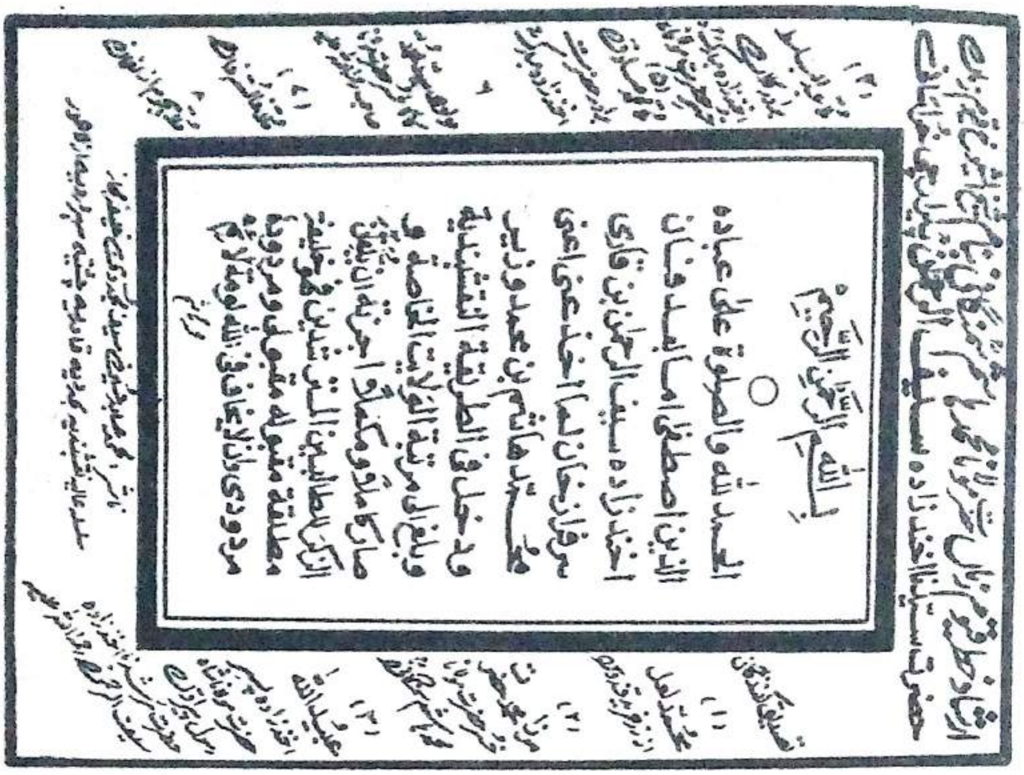
مصراع

خط می چه گوری ورته ژاړه، ما چه لیکه ورته می ځیګر سیدنیا خلق په یاری سلام وائی، څوارده سل زره سلام په تاسو وینه

انصاری حضرت مولانا صاحبؒ (محمد ہاشمؒ)

ترجمۂ اشعار پشتو به فارسی از حضرت مولانا صاحبؒ

معنی شعر اول، خط مارا هرگاه که میخوانند گریه را شعار سازید۔ زیرا که در وقت نوشتن خط بسیار گریان کرده بودم۔ ای مردم بر یار من سلام بلغ سیتید از طرف من صدها سلام بالای شمایان باشند۔



صُوفیائے کرام فرماتے ہیں :

الادب الوقوف مع المستحسنات ومعناه ان تعامل الله فی الادب سرًا وعلانیتًا واذا کنت کذلک کُنتَ ادیبًا وان کنت اعجیبًا وان لم تکن کذلک تکون علیٰ ضدّہ ۔

ادب نیک کاموں پر استقامت کا نام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے ہر معاملہ با ادب ہو خفیہ ہو یا علانیہ اگر معاملہ با ادب ہے تو آدمی ادیب ہے چاہے عجمی ہو ورنہ اس کا برعکس عبارت آرائی کو معاملت میں کوئی دخل نہیں اور ہر حالت میں صاحب عمل لوگ صاحب قال لوگوں سے بہتر ہوتے ہیں ۔

سید الاولیاء حضرت علی ابن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخش کشف المحجوب میں صفحہ ۴۵۸ سے ۴۶۱ میں ارشاد فرماتے ہیں :-

صُحبت اور اس کے آداب و احکام

حق تعالیٰ نے فرمایا :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ای ادبوھم

"اے ایمان والو! اپنی ذات کو اپنے اہل وعیال کو جہنّم کی آگ سے بچاؤ، ان کو ادب سکھاؤ"۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حسن الادب من الایمان "اچھا ادب ایمان کا جزو ہے"۔ اور نیز فرمایا: ادبنی ربی فاحسن تادیبی "میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا"۔ دین اور دُنیا کے تمام کاموں کی آرائش ادب پر منحصر ہے۔ سب لوگ کافر، مسلمان، ملحد، موحد، سُنّی اور بدعتی متفق ہیں کہ معاملات میں حُسنِ ادب ایک پسندیدہ چیز ہے۔ دُنیا کی کوئی رسم بھی حسنِ ادب کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی۔ لوگوں میں حفظِ مروّت، دین میں حفظِ سُنّت اور محبّت میں حفظِ حُرمت کا نام ادب ہے۔ تینوں چیزیں ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں جسے پاسِ مروّت نہیں وہ تابع سُنّت نہیں اور جو تابع سُنّت نہیں اسے پاسِ حُرمت نہیں، اعمال میں پاسِ ادب مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اور اس کی آیات کی تعظیم جزوِ تقویٰ ہے جو شخص بے ادبی سے تجلّیاتِ حق کی تعظیم کو نظر انداز کرتا ہے اسے طریقت میں کوئی مقام نہیں ملتا کسی حالت میں بھی جذب وغلبۂ حال طالبِ حق کو پاسِ ادب سے منع نہیں کرتا۔ ادب طالبانِ حق کی عادت میں شامل ہوتا ہے اور عادت طبیعتِ ثانیہ ہوا کرتی ہے۔ طبیعت کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ زندگی ہو تو طبیعت موجود ہوتی ہے۔ جب تک وجود قائم ہے۔ طالبانِ حق پاس ادب کو کبھی تکلّف سے اور کبھی بے تکلّف ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ عالمِ ہوشیاری میں اگر پاس ادب تکلّف سے ہوتا ہے تو عالمِ جذب میں حق تعالیٰ ان کے پاس ادب کی حفاظت کرتا ہے۔ یاد رکھو ولی اللہ کسی عالم میں بھی تارکِ ادب نہیں ہوتا۔ ولایت کے لیے سُنّت

۷

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ضروری ہے اور تارکِ ادب اخلاقِ محمدیؐ سے بہت دُور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ترکِ ادب فقدانِ محبت کی دلیل ہے "کیونکہ محبت ادب ہونے کی صورت میں ہوتی ہے اور اچھا ادب دوستی کی صفت ہے۔" جسے کرامت نصیب ہو اللہ تعالیٰ اُسے آدابِ دین کی پاسداری کی توفیق عطا کرتا ہے اس کے برعکس ملحد (اللہ ان پر لعنت کرے) کہتے ہیں کہ جب بندہ مغلوبِ محبت ہو جاتا ہے تو دین کی متابعت ساقط ہو جاتی ہے۔ مَیں اس چیز کو کسی دوسرے مقام پر زیادہ وضاحت سے بیان کروں گا انشاء اللہ۔

آداب کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل آدابِ توحید یعنی خلوت وجلوت میں بے ادب نہ ہونے پائے۔ اعمال میں ایسا رویّہ اختیار کرے جیسے بادشاہوں کے حضور کیا جاتا ہے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاؤں پھیلا کر بیٹھے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا "اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بارگاہِ حق میں غلاموں کی طرح بیٹھئے۔" کہتے ہیں حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ تعالیٰ چالیس برس تک دیوار سے پیٹھ لگا کے دوزانو بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں اِس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ مَیں مشاہدۂ حق میں غلاموں کی طرح نہ بیٹھوں۔

مَیں (علی بن عثمان جلابیؒ) خراسان کے ایک گاؤں کمند میں پہنچا۔ وہاں ایک معروف آدمی "ادیب کمندی" رہتا تھا۔ بزرگ آدمی تھا۔ چوبیس برس سے کھڑا تھا اور نماز میں صرف تشہد کے لیے بیٹھتا تھا۔ مَیں نے پوچھا تو کہا مجھے ابھی وہ مقام نصیب نہیں کہ مشاہدۂ حق میں بیٹھ سکوں۔

حضرت بایزیدؒ سے لوگوں نے دریافت کیا "آپ کو یہ مقام کس وجہ سے ملا؟" فرمایا مَیں نے کبھی حق تعالیٰ کے حضور آدابِ صحبت کو نظر انداز نہیں کیا۔ جلوت وخلوت میں یکساں رہا ہوں۔ کسی حالت میں پاسِ ادب کو نہیں چھوڑا۔ معبود کے مشاہدہ میں پاسِ ادب زلیخا سے سیکھنا چاہیے۔ جب یُوسف علیہ السلام کے سامنے خلوت میں اپنی خواہش کی قبولیت کی

درخواست کی تو پہلے بُت کا چہرہ ڈھانپ دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا مَیں نہیں چاہتی کہ میرا معبود مجھے تمہارے ساتھ اس بے حُرمتی کے عالم میں دیکھے۔ یہ شرطِ ادب نہیں جب حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کو مِل گئے۔ زلیخا کو حق تعالیٰ نے از سرِ نوجوان کر دیا۔ اسے راہِ اسلام نصیب ہوئی اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں آ گئی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قریب جانے کا قصد کیا تو پیچھے ہٹ گئی۔ آپ نے کہا اے زلیخا! مَیں تیرا وہی محبوب ہوں۔ دُور کیوں ہٹ رہی ہو۔ کیا میری محبت ختم ہو گئی۔ زلیخا نے کہا ہرگز نہیں بلکہ اب بہت زیادہ ہے۔ مگر مَیں نے ہمیشہ آدابِ معبود کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ پہلے دن عالمِ خلوت میں میرا معبود ایک بُت تھا۔ اس کی آنکھیں نہیں تھیں مگر اس پر کوئی چیز ڈال دی تاکہ تہمتِ بے ادبی سے بچ سکوں۔ اب تو میرا معبود وُہ ہے جو بغیر آنکھ یا اور کسی آلۂ کار سے دیکھ رہا ہے۔ ہر حالت میں اس کی نظر میرے اوپر ہے۔ مَیں نہیں چاہتی۔ مجھ سے ترکِ ادب سرزد ہو۔

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو بپاسِ ادب ہر دو عالم کو نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

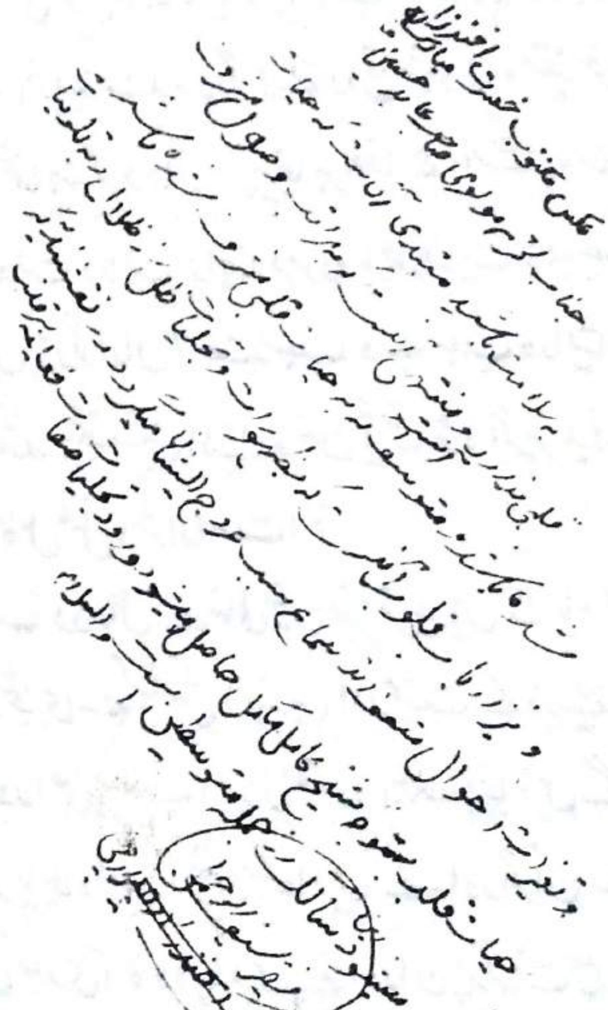
مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی	"آپ کی نظر دنیا کے مناظر میں
مَازاغ البصر ای برؤیۃ	نہیں کھوئی اور نہ عقبیٰ کی طرف
الدنیا وما طغی ای برؤیۃ	تجاوز کیا۔"
العقبیٰ۔	

ادب کی دوسری قسم اپنی ذات سے متعلق ہے یعنی آدمی کو چاہیئے کہ ہر حالت میں اپنے نفس کے ساتھ مروّت ملحوظِ خاطر رکھے۔ یہاں تک کہ جو چیز حق تعالیٰ کے لیے یا عام خلقت کے لیے خارج از ادب ہے اسے اپنی ذات کے لیے بھی روا نہ رکھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ہمیشہ صداقت پر کاربند ہے۔ جس چیز کے وہ خود خلاف ہو وہ زبان پر نہ لاتے۔ کیونکہ یہ

بے مروّتی ہے ۔ کم کھائے تاکہ طہارت گاہ میں کم جانا پڑے ۔ اپنی کسی چیز کو نہ دیکھے جس پر کسی غیر کی نظر پڑنا بھی حرام ہے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کبھی اپنی عُریانی کو نہیں دیکھا تھا ۔ لوگوں نے پُوچھا تو فرمایا مُجھے شرم آتی ہے کہ ایسی چیز کو دیکھوں جس کی ہم جنس چیز کو دیکھنا میرے لیے حرام ہے

ادب کی تیسری قِسم باقی مخلوق سے متعلق ہے ۔ اس میں عظیم ترین چیز یہ ہے کہ سفر و حضر میں مخلوق کے ساتھ حُسنِ معاملت سے پیش آئے اور پیروی سُنّت کو پیشِ نظر رکھے ۔ ان تینوں قسموں کو ایک دوسرے سے جُدا نہیں کر سکتے ۔

❀



عکسِ مکتوب : شوکت اللہ ذادہ مبارکہ

۱۰

آدابِ پیر و مُرشد

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمدؒ فاروقی قابلی کے مکتوبات شریفہ سے

(دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر۲۹۲)

بدانکہ سالکانِ ایں راہ از دو حال خالی نیستند مرید اند یا مراد اگر مراد اند طُوبیٰ لَہُم براہِ انجذاب و محبت ایشاں راکشاں کشاں خواہند برد و بمطلب اعلیٰ خواہند رسانید و ہر ادبے کہ درکار شود بتوسط یا بے توسط تعلیم شاں خواہد شد۔ واگر زلتے واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود بآں مواخذہ نخواہند کرد واگر بہ پیر ظاہر احتیاجے داشتہ باشد بے سعی ایشاں بآں دولت دلالت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جَلَّ سُلْطَانُہٗ متکفل حال ایں بزرگواراں است بسبب و بے سبب کار ایشاں راکفایت خواہند کرد اَللّٰہ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ واگر مرید اند کار ایشاں بے توسط پیر کامل مکمل دشوار است الخ

اِس راستے کے سالک دو حال سے خالی نہیں نمبر۱ مُرید ہیں ۲ یا مراد ہیں۔ اگر مُراد ہیں تو اُن کے لیے خوشخبری ہے کشش (جذبہ) اور محبت کے ذریعے سے ان کو کھینچ کھینچ کرلے جائیں گے۔ اور اعلیٰ مطلب (منزلِ مقصود) تک پہنچا دیں گے۔ اور ہر ادب جو درکار ہو بالواسطہ یا بلا واسطہ انھیں سکھا دیں گے۔ اور اگر اُن سے کوئی لغزش واقع ہو گی تو اس پر انھیں جلدی آگاہ فرما دیں گے اور ان پر گرفت نہیں کریں گے اور اگر انھیں ظاہری پیر کی ضرورت ہو گی۔ تو اُن کی کوشش کے بغیر اس دولت تک پہنچا

دیں گے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ جلّ سلطانہٗ کی عنایت ازلی اُن بزرگوں کے حال کی کفیل ہے بذریعہ سبب یا بے سبب اُن کے کام کو پورا کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں چُن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے"۔

اور اگر مُرید ہیں تو اُن کا کام بغیر واسطہ پیرِ کامل و مکمل کے دشوار ہے اُن کے لیے ایسا پیر چاہیئے جو جذبہ وسلوک کی دولت سے مشرّف اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکا ہو اور سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ سیر فی الاشیاء۔ با للہ کو مکمل طور پر طے کر چکا ہو۔ اور اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو۔ اور مرادوں کی تربیّت سے پرورش پاتی ہو تو کبریت احمر (نہایت ہی اکسیر) ہے اس کا کلام دوا اور اس کی نظر شفا ہے۔ مُردہ دلوں کی زندگی اس کی توجہ شریفہ سے وابستہ ہے اور پژمُردہ جانوں کی تازگی اُس کی التفاتِ لطیف کے ساتھ مربُوط ہے اور اگر اس طرح کا صاحبِ دولت پیر میّسر نہ آتے۔ تو پھر سالک مجذوب ہی غنیمت ہے۔ اس سے بھی ناقصوں کی تربیت ہو سکتی ہے۔ اور اس کی وساطت سے فنا و بقا کی منزلیں حاصل ہو جائیں گی۔

آسمان عرش کی نسبت تو بہت نیچے ہے۔ لیکن زمین سے پھر بھی اُونچا ہے۔

مُرید کو اپنا آپ پیر کے حوالے کر دینا چاہیئے

اگر بعنایتِ خداوندی جلّ سلطانہٗ طالبے را بایں طور پیرِ کامل مکمل دلالت فرمودند باید کہ وجود شریف او را مغتنم داند وخود را بتمام بادسپارد الخ

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی طالب کو اس قسم کا کامل مکمل پیر مل جاتے تو اُس کے وجُود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالے کر دے اور

اپنی سعادت اس کی رضامندی میں جانے۔ غرض اپنی خواہش کو اس کی رضا کے تابع بنائے۔

حدیثِ نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں ہے۔

لن یؤمن احدکم حتیٰ	تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا
یکون ھواہ تبعا لما	جب تک اس کی خواہش اُس امر
جئت بہ	کے تابع نہ ہو جائے۔ جس کو میں لایا ہوں

صُحبتِ پیر کے آداب اور مجلس کی شرائط

مُرید پیر کے سامنے نوافل اور وظائف میں مشغول نہ ہو

وبداند کہ رعایت آدابِ صُحبت ومراعاتِ شرائط از ضروریاتِ ایں راہ است تا راہِ افادہ واستفادہ مفتوح گردد۔ وَبِدُوْنِہِمَا لَا نَتِیْجَۃَ لِلصُّحْبَۃِ وَلَا ثَمْرَۃُ لِلْمَجْلِسِ۔ بعضے از آداب وشرائطِ ضروریہ درمعرض بیان آوردہ می شود۔ بگوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب را باید کہ رُوئے دِل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و باوجود پیر بے اذن او بنوافل واذکار نپردازد۔ . . . حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ ادا مرکند وغیر از نمازِ فرض وسُنّت در حضور او ادا نہ کند۔ الخ

جاننا چاہیئے کہ صحبتِ شیخ کے آداب اور شرائط کو پیش نظر رکھنا اس راہ (طریقت) کی ضروریات میں سے ہے۔ تاکہ افادہ واستفادہ کا راستہ کُھل جائے۔ ورنہ پیر کی صحبت اور مجلس کا کوئی نتیجہ یا ثمرہ برآمد نہ ہوگا۔ بعض ضروری آداب وشرائط بیان کیے جا رہے ہیں۔ گوشِ ہوش سے سُننے کی ضرورت ہے۔

مُرید کو چاہیئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے

اور پیر کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے اور پورے طور پر اپنے پیر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے۔ حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے۔ ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کے سامنے نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

سُلطانِ وقت کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر پڑی۔ کپڑے کے بند کو اپنے ہاتھ سے دُرست کرنے لگا۔ اِس حال میں جب بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر میرے سامنے آ کر بھی غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑکتے ہوئے کہا کہ میں ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا وزیر ہو کر میری موجودگی میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے۔ تو سوچنا چاہیئے کہ جب کمینی دُنیا کے معاملات اور وسائل کے لیے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں۔ تو وصول الی اللہ کے وسائل کے لیے ان آداب کی رعایت کتنی ضروری ہو گی۔

مُرید پیر کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور مصلّیٰ پر قدم نہ رکھے (وغیرہا)

ومہما امکن در جائے نہ ایستد کہ سایہ او بر جامۂ او افتد و بر مصلائے او پا نہ نہد و در متوضائے او طہارت نکند و بظروف خاصہ او استعمال نہ کند و در حضور او آب نخورد و طعام تناول نہ نماید و بکسے سخن نکند بلکہ متوجہ احدے نہ گردد و در غیبتِ پیر در جانب کہ اُو ست پا دراز نہ کند و بزاق دہن بآں جانب نیندازد

جہاں تک ہو سکے مُرید ایسی جگہ بھی نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑتا ہو۔ اور اس کے مصلّے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت (استنجا)

نہ کرے۔ اور اس کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور پیر کے سامنے پانی نہ پیئے۔ کھانا نہ کھائے کسی دوسرے آدمی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے اور پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف کہ وہ رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور اس طرف تھوک بھی نہ پھینکے۔

مُرید پیر کے حرکات وسکنات پر اعتراض نہ کرے اور نہ کرامات طلب کرے

وہر چہ از پیر صادر شود آں را صواب داند۔ اگر چہ بہ ظاہر صواب نماید اور ہر چہ میکند از الہام میکند و باذن کار میکند بریں تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد و اگر در بعضے صور در الہامش خطا را یابد۔ خطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادی است۔ ملامت و اعتراض براں مجوزہ نیست و ایضاً چوں ایں را محبتے بہ پیر پیدا شدہ است در نظرِ محب ہر چہ از محبوب صادر می شود محبوب نماید۔ پس اعتراض را مجال نباشد و در کلی و جزئی اقتداء بہ پیر کند چہ در خوردن و پوشیدن و چہ در خفتن و طاعت کردن۔ نماز را بطرزِ او ادا باید کرد و فقہ را از عمل او باید اخذ نمود ۔۔۔۔ الخ

اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب اور بہتر جانے اگر چہ بظاہر بہتر نظر نہ آئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے۔ اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر چہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے۔ لیکن خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی طرح ہے اور ملامت و اعتراض اس پر جائز نہیں۔ اور جب مُرید کو اپنے پیر سے محبت ہے تو محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے محب کی نظر میں محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اعتراض کی کیا مجال ہے اور

کُلی و جزئی امور مثلاً کھانے پینے، پہننے سونے اور طاعت کے تمام معمولی کاموں میں پیر ہی کی اقتداء کرنی چاہیئے۔ اور نماز بھی اسی کی طرح اَدا کرنی چاہیئے۔ اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریقِ عمل سے سیکھنے چاہئیں۔ اس لیے کہ جس شخص کے گھر میں خود باغ لگا ہُوا ہو اس کو غیروں کے باغ دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ پیر کے حرکات و سکنات میں کسی قسم کا اعتراض نہ کرے۔ اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر ہو۔ کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوق میں بدبخت شخص وہ ہے جو پیرانِ عظام کے اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہو۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اِس گُناہِ عظیم سے بچائے۔ (آمین)

اور اپنے پیر و مُرشد سے کرامتیں طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب دل میں وسوسہ اور خطرہ کی طرح ہی گُزرے۔ کیا تُو نے کبھی سُنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔ مُعجزے کے طالب تو کافر اور مُنکر لوگ ہُوا کرتے ہیں۔

مُرید کے دل میں پیر کے متعلق جو شُبہ پیدا ہُوا، پیر سے اس کا حل دریافت کرے اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصُور سمجھے۔ پیر کی آواز پر اپنی آواز بُلند نہ کرے۔ جہاں سے فیض ملے اُس کو اپنے پیر ہی کا فیضان سمجھے، اور یقین جانے کہ میرے پیر کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صُورت میں ظاہر ہُوا ہے۔

اگر شبہ پیدا شود در خاطر اور ابے توقف عرض نماید۔ اگر حل نشود تقصیر بر خود بنہد۔ . . . آواز خُود را بر آواز او بلند نکند و سُخن بلند با ونگوید کہ سُوءِ ادب است و ہر فیضے و فتوحے کہ برسد آنرا بتوسّط پیر تصوّر نماید . . . الخ

ترجمہ: اگر مُرید کے دل میں کوئی شُبہ پیدا ہو تو بلا توقف عرض کر دے اگر حل نہ ہو تو پھر بھی اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب منسوب نہ کرے۔ جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت

کرے۔ اور جو تعبیر خود طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور اس میں درستی یا خطا کو اسی سے طلب کرے۔

اور اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اس جہاں میں حق، باطل کے ساتھ اور ثواب، خطا کے ساتھ ملا جلا ہے اور بلا ضرورت و بے اذن اس سے جدا نہ ہو۔ کیونکہ غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے اور اپنی آواز کو پیر کی آواز پر بلند نہ کرے۔ اور اونچی آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ یہ بے ادبی میں داخل ہے اور مرید کو جو فیوض اور فتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر فی الواقعہ دیکھے کہ کوئی فیض کسی دوسرے بزرگ سے ملا ہے تو اس کو بھی اپنے پیر کا ہی فیض سمجھے کیونکہ پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے۔ وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے کمال کے موافق کہ جس سے یہ صورتِ افاضہ (فیضِ دنیا) ظاہر ہوتی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ بواسطہ یا غلبۂ محبت مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض اس کی طرف سے محسوس کیا ہے یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ لغزش سے محفوظ رکھے (آمین) اور سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل پیر کی محبت اور اعتقاد پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

الغرض طریقت سراسر ادب ہے۔ مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا۔ اور اگر مرید بعض اوقات آداب بجا لانے میں اپنے آپ کو قصور وار جانے اور کما حقہٗ اس کو ادا نہ کر سکے اور کوشش کے باوجود بھی آداب پورے نہ کر سکے تو اس کو معاف ہے۔ لیکن قصور اور کوتاہی کا اعتراف ضروری ہے۔ اگر نعوذ باللہ پیر کے آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصور وار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں

کی برکتوں سے محروم رہتا ہے جس کی قسمت میں ہدایت نہ ہو وہ نبی کی زیارت کے باوجود بھی بدقسمت رہتا ہے۔

حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ سے جب شرائط و آداب و مشیخت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ :-

شرائط و آداب بہ نسبت شیخ و مرید بسیار است و اکثر من ان تعد و تحصیٰ و شرح او دراز است۔ (لطائف اشرفیہ)	شیخ و مرید کے شرائط و آداب بہت زیادہ بلکہ گنتی اور شمار سے باہر ہیں اور ان کا بیان ایک لمبی داستان ہے۔

مُرید کُلی طور پر پیر کے تابع رہنا چاہیئے

اختیار خود را بالکلیہ در اختیار شیخ گم کند و خود را از جمیع مرادات تہی ساختہ کمر ہمت را در خدمتِ اُو بندد و ہرچہ شیخ او را امر فرماید۔ سرمایۂ سعادت خود را دراں دانستہ در امتثال آں بجاں سعی نماید۔ الخ

(مکتوباتِ شریفہ دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۶)

مُرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے اختیار کو مکمل طور پر پیر کے اختیار میں گُم کر دے اور اپنے آپ کو تمام مُرادوں سے خالی کر کے اس کی خدمت میں کمر ہمت باندھ لے۔ اور جو کچھ پیر حُکم دے اس کو اپنی سعادت کا سرمایہ سمجھ کر اُس کے پورا کرنے میں جان سے کوشش کرے۔ پیر مقتدا۔ اگر ذکر کو مُرید کی استعداد کے مناسب دیکھے گا۔ تو ذکر کرائے گا۔ اور اگر توجہ و مراقبہ کے مناسب سمجھے گا تو اس کی طرف اشارہ کرے گا اور اگر مُرید کے لیے صرف صحبت میں رہنا کافی دیکھے گا تو اس کا امر کرے گا۔ الغرض پیر کی صحبت حاصل ہونے کے بعد اس راہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے فکر کرنے کی حاجت نہیں۔ پیر جو کچھ

طالب کے مناسبِ حال دیکھے گا فرما دے گا۔

پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں:

بداند کہ مقامِ شیخ و دعوتِ خلق بحق جل وعلا بس مقام عالی است (اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ) شنیدہ باشد ہر بے سروبرگ را بایں منزلت علیہ چہ مناسبت....

علم بتفصیلِ احوال ومقامات ومعرفت بحقیقت مشاہدات و تجلیات و حصولِ کشوف والہامات وظہورِ تعبیرات واقعات از لوازم ایں مقام عالی ست (وبدونہا خرط القتاد)

(دفتر اوّل حصّہ چہارم مکتوب نمبر ۲۲۴)

جاننا چاہیئے کہ پیر بننے اور حق کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ آپ نے سنا ہو گا کہ "پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں"۔ ہر بے سروسامان کو اس بلند مرتبہ کے ساتھ کیا مناسبت ہے۔

احوال ومقامات کا مفصّل علم ہونا مشاہدات اور تجلیات کی حقیقت کو پہچاننا۔ کشفوں اور الہامات کا حاصل ہونا اور واقعات کی تعبیرات کا ظاہر ہونا، اس بلند مقام کے لوازمات سے ہے اور امورِ مذکورہ کے حاصل ہوتے بغیر پیر بننے کا دعویٰ کرنا، بے فائدہ رنج وتکلیف (اور کانٹوں والے درخت پر ہاتھ پھیرنا) ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں فیض کا حصول پیر کی صحبت اور تعلیم طریقہ پر منحصر ہے

پیری مریدی در طریقۂ علیہ نقشبندیہ بہ تعلیم وتعلم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرہ کہ در سلاسل دیگر متعارف است طریقِ ایں بزرگواراں صحبت است و

تربیتِ ایشاں انعکاسی است ۔ لاجرم در ہدایتِ ایشاں نہایت دیگراں اندراج یافتہ است ۔

(دفتر دوم حصّہ ششم ص۴۶ مکتوب نمبر ۱۸)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں پیری مریدی طریقہ کے سیکھنے اور سکھانے پر منحصر ہے نہ کہ ٹوپی، دستار و شجرہ پر، جیسا کہ بعض دوسرے سلسلوں میں مشہور ہے اس سلسلہ کے بزرگوں کا طریقہ صحبت ہے اور ان کی تربیت انعکاسی ہے۔ اسی لیے ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے ۔

پیر سے مدد طلب کرنا اور اُس کا کُرتہ بطور تبرّک رکھنا

میدانی کہ پیر کیست ۔ پیر آں کس است کہ از وطریق وصول بجناب قدس خداوندی جلّ شانہٗ استفادہ نمائی و مددہا و اعانت ہا دریں طریق یابی... مگر آنکہ جامۂ تبرّک از شیخ کامل و مکمّل بدست آری و باعتقاد و اخلاص باد زندگانی نمائی احتمال ثمرات و نتائج دریں صورت نیز قوی است ۔

(دفتر اوّل حصّہ سوم مکتوب نمبر ۱۹۰)

تُو جانتا ہے پیر کون ہے ؟ پیر وہ ہے جس سے تُو خدا تعالیٰ کی جناب تک پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے امداد و اعانت (روحانی) حاصل کرے . . . . ہاں یہ بات دُرست ہے کہ پیر کامل ، مکمّل کا کُرتہ (کپڑا) بطور تبرّک اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ اعتقاد و اخلاص سے زندگی گزارے ۔ شیخ کے کُرتے کو پاس رکھنے میں ثمرات و نتائج کا قوی احتمال ہے ۔

پیر کی صُحبت ذکرِ حق سے زیادہ مُفید ہے

حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز در فقرات می آرند کہ ع
سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق بہ گفتن باعتبار نفع است۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب ۱۸۷)

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "کہ ذکر سے پیر کا سایہ بہتر ہے" یہاں بہتر کہنا نفع اور فائدہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ مرید ابھی مذکور (ذاتِ خدا) کے ساتھ کامل مناسبت نہیں رکھتا لہٰذا ایسی حالت میں صُحبتِ شیخ زیادہ فائدہ دیتی ہے۔

سچّا مُرید کون ہے؟

بُزرگے فرمودہ است۔ مرید صادق آنست کہ مدّت بست سال کاتبِ شمال و چیزے نیابد کہ بروے نویسد۔

(دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۲۲)

ایک بزرگ نے فرمایا کہ سچّا مرید وہ ہے کہ بیسؔ سال تک اُس کی بائیں طرف کے عمل لکھنے والے فرشتے (کراماً کاتبین) اس کے عمل نامہ میں کچھ (گناہ وغیرہ) لکھنے نہ پائیں۔

پیر کے حقوق خُدا (جلّ وعلاؔ) اور رسُول (علیہ التحیۃ والثناء) کے بعد سب سے زیادہ ہیں

جاننا چاہیئے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بلکہ پیر

کے حقوق اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رسولِ کریم علیہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد دوسروں میں سے کسی کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ سب کے پیر حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر ولادتِ معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے اور ولادتِ معنوی کی زندگی ابدی ہے۔ پیر ہی ہے جو مُرید کی نجاساتِ معنویہ (اندرونی پلیدیوں) کو اپنے قلب و رُوح سے صاف کرتا ہے اور اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو بعض طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحبِ توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے اور کچھ دیر تک مکدر رکھتی ہے۔

پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے خُداعزّ وجلّ تک پہنچتے ہیں جو دُنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔

پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفسِ امّارہ جو بذاتِ خود خبیث ہے پاک ہو جاتا ہے۔ اور امّارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ اور کفرِ ذاتی سے اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔

پس مُرید کو چاہیئے کہ اپنی سعادت پیر کے قبول کر لینے میں جانے اور اپنی بدبختی پیر کے رد کر دینے میں سمجھے۔ (العیاذ باللہ)

حق سُبحانہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا ہے جب تک مُرید اپنے آپ کو پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گُم نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ مرید کی آفت پیر کی ایذا اور ناراضگی میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے لیکن ایذائے پیر کا علاج کسی چیز سے ممکن نہیں۔ کیونکہ مُرید کے لیے بدبختی کی جڑ اور بنیاد پیر کی ناراضگی ہے (العیاذ باللہ)

اعتقاداتِ اسلامیہ میں خلل اور احکامِ شرعیہ کی بجاآوری میں سُستی کا واقع ہو جانا، پیر کی ناراضگی اور غضب کے نتائج و ثمرات میں سے ہے۔ احوال و مواجید کہ جن کا تعلق

باطن سے ہے ان میں جس قدر خلل اور سُستی واقع ہوتی ہے۔ اُس کا کیا ذکر کروں۔ اگر باوجود آزارِ پیر کے احوال و مواجید میں کچھ اثر باقی رہے۔ اس کو استدراج سمجھنا چاہیئے کیونکہ پیر کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔

(مبدا۔ ومعاد)

ناقص پیر سے تعلیم حاصل کرنا باعثِ نقصان ہے

وَمِمَّا يَنْبَغِي اَنْ يُعْلَمَ اَنَّ اِضَاعَةَ الْاَرْضِ وَتَعْطِيْلَهَا اِمَّا بِاَنْ لَا يَزْرَعَ فِيْهَا شَيْئًا اَوْ اَلْقٰى فِيْهَا بِذْرًا خَبِيْثًا فَاسِدًا وَهٰذَا الْقِسْمُ مِنَ الْاِضَاعَةِ اَشَدُّ مَضَرَّةً وَاَكْثَرُ فَسَادًا مِنَ الْقِسْمِ الْاَوَّلِ

(الیٰ اٰخرہ)

(دفتر اوّل حصہ اوّل مکتوب نمبر ۲۳)

جاننا چاہیئے کہ زمین کا ضائع کرنا دو طریق پر ہے ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرے یہ کہ اس میں خبیث اور خراب بیج ڈالے۔ اور دوسری قسم ضائع کرنے میں پہلی قسم کی بہ نسبت زیادہ ضرر رساں ہے۔

اور بیج کا خبیث و خراب ہونا اس طرح پر ہے کہ ناقص پیر سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک پر چلنے لگے کیونکہ ناقص پیر حرص اور طمع کے تابع ہوتا ہے اور جو حرص و طمع کے تابع ہو۔ اس کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی۔ اور اگر بالفرض تاثیر ہو بھی تو وہ اس کی حرص و ہوا کو ہی زیادہ کرے گی۔ پس اس کا نتیجہ تاریکی پر تاریکی ہے۔ نیز چونکہ ناقص پیر خود ہرگز واصل نہیں۔ اس لیے اس کو خدا تک پہنچانے اور نہ پہنچانے والے راستوں کے درمیان تمیز حاصل نہیں ہے۔ . . . اگر ایسے ناقص پیر نے کسی مرید کو طریقِ سلوک

پر چلایا تو جیسا خود گمراہ تھا اُس مرید کو بھی راہِ حق سے گمراہ کر دیا . . . . طالب کے لیے ایسے ناقص پیر کی صحبت زہرِ قاتل ہے اور اُس کی طرف رجوع کرنا مہلک مرض ہے . . . . مثلاً جو مریض ناقص طبیب سے دوائی کھاتا ہے ۔ وہ اپنے مرض کے زیادہ کرنے میں کوشش کرتا ہے ۔ اور مرض دُور ہونے کی قابلیت ضائع کر دیتا ہے ۔ اگرچہ ابتداء میں اِس دوائی سے مرض میں کچھ تخفیف ہو جائے ۔ لیکن حقیقت میں یہ عین نقصان ہے ۔ یہی مریض اگر بالفرض کسی حاذق طبیب کے پاس جائے تو وہ طبیب پہلے اُس دوائی کی تاثیر کو دُور کرنے کی فکر کرے گا ۔ اور مسہلات کے ساتھ اس کا علاج کرے گا ۔ اس تاثیر کے زائل ہو جانے کے بعد اُس کے اصل مرض کے ازالہ کی فکر کرے گا ۔

ان بزرگوں کے طریق کا مدار صحبت پر ہے ۔ صرف کہنے سُننے سے کام نہیں بن سکتا بلکہ طلب میں سُستی پیدا ہو جاتی ہے ۔

تصورِ شیخ

اگر در وقتِ ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود ۔ آنرا نیز بقلب باید برود در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت میدانی کہ پیر کیست پیر آنکس ست کہ از وطریق وصول بجناب قدس خداوندی جلّ شانہٗ استفادہ نمائی و مددہا و اعانت ہا دریں طریق یابی مجرد کلاہ و دامنے و شجرہ کہ حرف شدہ است در حقیقت از پیری و مریدی خارج است و داخل رسوم و عادات مگر آنکہ جامہ تبرک از شیخ کامل و مکمل بدست آری و باعتقاد و اخلاص باو زندگانی احتمال ثمرات و نتائج دریں صورت نیز قوی است ۔

(دفتر اوّل حصہ سوم صـ۲۲ مکتوب ۱۶)

ترجمہ :۔ اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی

طرف لے جانا چاہیئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے تو جاننا ہے پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے اعانت حاصل کرے صرف کلاہ و دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل معروف ہے پیری و مُریدی کی حقیقت سے خارج ہے البتہ یہ رسم و عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی توقع ہے۔

نماز کی حالت میں شیخ کا تصور بے ساختہ آنا

خواجہ محمد اشرف در زشش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا مسجود خود میدانند و مے بینند و اگر فرضاً نفی میکنند منتفی نمیگردد محبت اطوار ایں دولت متمنا نے طلاب ست بحیثیل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اورا جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ اُو مسجود الیہ ست نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت مندان را میسر ست تا در جمیع احوالِ صاحب رابطہ را متوسطِ خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۃ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔

(دفتر دوم حصّہ ششم صفحہ ۷، مکتوب ۳۰)

ترجمہ: خواجہ محمّد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب ہو گئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں اگر بالفرض اس

کوئی دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہو سکتا۔

اے محبّ محترم طالبانِ حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے رابطہ کی نفی کرتے ہو رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہٗ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسّر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں۔ نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف پھیر لیتے ہیں۔

فُقراء کی خدمت

مکتوب شریف کہ از روئے التفات ارسال داشتہ بودند رسید محبتِ فقراء و توجہ بایں طائفہ اَز اَجلّ نِعَم خداوندیست جلّ سلطانہٗ از حضرت حق سُبحانہ و تعالیٰ استقامت برآں مسئول و مرجُوّاست نیاز یکہ بدرویشاں فرستادہ بودند نیز وصول یافت فاتحہ سلامت خواندہ شد۔

(دفتر اوّل حصّہ سوم مکتوب ۲۴۱ صفحہ ۲۰)

ترجمہ: مکتوب جو توجہ کی بنا پر ارسال کیا تھا پہنچا۔ فقراء کی محبت اور اس گروہ سے توجہ رکھنا خدائے تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ حق سُبحانہٗ تعالیٰ اس پر استقامت عطا فرمائے۔ وہ نیاز جو درویشوں کے لیے بھیجی تھی وہ بھی وصول ہوئی جس کے لیے حمد و ثنا کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریق

درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا انداز

ایشاں ہمتے باید طلب نمود و مددے باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچہ ایشاں ظاہر شدہ تمام بجانب جناب قدسِ خود تعالیٰ جذب نماید و مخالفت را وردے گنجائش نماند تا سرِ موئے راہ مخالفت شریعت کشادہ است محل خطر ست تمام سبل مخالفت را باید مسدود ساخت۔ ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیٰ آلہٖ (دفتر اوّل حصہ دوئم مکتوب نمبر ۸، صہ ۶۹)

ترجمہ: وہ درویش جو شریعتِ حقہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں اور عالم حقیقت سے بخوبی واقف ہیں ان سے اعانت طلب کرنی چاہیئے اور تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت ان کے طفیل اپنی طرف کھینچ لے اور کسی مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اگر شریعت کی مخالفت کا راستہ بال بھر بھی کھلا رہے تو خطرہ کا مقام ہے۔ مخالفتوں کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیئے۔ ؎

اطاعت ہو نہ جب تک مصطفیٰ کی — کبھی حاصل نہ ہو دولت صفا کی

بزرگوں کی دُعا سے قضا بدل جاتی ہے

حضرت قبلہ گاہی ام قدس سرہٗ می فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچکس را مجال نیست کہ تبدیل دہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف مکنم و ازیں سخن تعجب بسیار میکردند و استبعاد می فرمودند و ایں نقل مدت ہا در خزینہ ذہن ایں فقیر بود تا آنکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بایں دولت عظمیٰ مشرف ساخت حقیقت حال منکشف گشت۔ (دفتر اوّل حصہ سوم صہ ۱۲۴ مکتوب، ۲۱)

ترجمہ: حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی

قدس سرہٗ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر میں اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر کے ذہن میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور حقیقت حال منکشف ہوئی۔

اولیاء اللہ کے لطائف کی وسعتیں

آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متباینہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ اند و متشکل باشکال متباینہ و ہمچنیں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد از ان دیار بہ بر آمدہ است۔ جمعے از حضرت مکہ مکرمہ مے آیند و میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چناں و چنیں درمیان ما و آں عزیز گزشتہ و جمع دیگر نقل میکنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم و جمعے دیگر در بغداد را دیدہ اند ایں ہمہ تشکل لطائف آں عزیز است باشکال مختلفہ۔

(دفتر دوئم حصہ ہفتم مکتوب ۵۸ صں ۲۵۔۲۴)

ترجمہ: جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسدوں میں متجسد ہو کر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے وطن سے باہر نہیں نکلا۔ بعض حضرات مکہ معظمہ سے آتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور ہمارے اور اس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوتی ہیں اور بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا ہے اور بعض بغداد میں دیکھ کر آتے ہیں۔ یہ سب عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی کے والد گرامی کی خواجہ صاحبؒ کو آخری وصیت

"بیٹا! میں دنیا سے جا رہا ہوں، میں نے تمام عمر جلد سازی کر کے پیٹ پالا اور حلال روزی سے تمہیں پرورش کیا۔۔۔۔ دیکھو میرے نقش قدم پر چلنا۔ نذر و نیاز کے بجائے اپنی محنت سے حلال کی روزی حاصل کرنا۔ لوگ تم کو جلد ساز کا بیٹیا کہیں تو برا نہ ماننا کہ یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ہاں، اگر لوگ تمہیں کوڑیاں مانگنے والا، درگاہ کا مجاور کہیں، تو تمہیں شرم آنا چاہیئے کہ یہ تمہارے بزرگوں کا کام نہیں تھا۔ یاد رکھو اگر تم حلال کی روزی سے اپنا پیٹ بھرتے رہے، تو تمہاری بات میں تمہاری علمیت میں، تمہاری روحانیت میں، تمہارے ایمان میں ترقی ہوگی۔"

خلفاء حضرت مرشدنا قدس اللہ العزیز

1- حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی ○ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور

2 حضرت مولانا احمد دین گوگیروی سیفی، خطیب مرکزی جامع مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور

3 صوفی غلام غوث، نائب مہتمم جامعہ مسجد جیلانیہ رضویہ نادر آباد لاہور

4 حضرت مولانا محمد اعظم، خطیب جامعہ مسجد اڈے والی کنجاہ گجرات

سجادہ نشین دربار عالیہ کوٹ محمود، شرق پورہ شیخوپورہ

5 حضرت مولانا صاحبزادہ سید محمد اعظم شاہ۔ ○ سجادہ نشین دربار عالیہ کوٹ محمود شرق پور

6 حضرت میاں محمد احمد سیف راوی ریحان لاہور

7 حضرت مولانا گلزار احمد سیفی بابا فرید کالونی لاہور

8 صوفی آفتاب اقبال بٹ سیفی گلشن راوی لاہور

9 حضرت مولانا غلام محمد صمدانی سیفی قطب شاہی علوی لاہور

10 حضرت مولانا صاحبزادہ نور المجبی چشتی خانقاہ ڈوگراں

11 حضرت مولانا حافظ محمد عبد الشکور فاروق آباد

12 حضرت مولانا محمد اکرم صاحب کالیکی منڈی

13 حضرت مولانا محمد صادق سیفی خانقاں ڈوگراں

14 حضرت مولانا سرفراز صاحب پسرور

15 صوفی سرفراز احمد سیفی حنفی شاد باغ لاہور

16 صوفی خالد محمود سیفی کنجاہ گجرات

17 ڈاکٹر عبد الحق صاحب رحیم یار خان

18 عبد الخالق صاحب حنفی رحیم یار خان

19 ماسٹر غلام سرور حنفی صادق آباد

20 صوفی محمد منشا حنفی۔ خان پور لاہور ○ (چک نمبر 7 آر ضلع اوکاڑہ)

21 صوفی محمد نذیر حنفی لاہور

22 مولوی محمد کاشف حنفی لالہ موسی گجرات

23 پروفیسر مشتاق احمد حنفی، ریتالہ خورد اوکاڑہ

24 صوفی ذوالفقار علی حنفی مانگا گاؤں لاہور

25 محمد سعید حنفی، دوموریہ پل لاہور

26 محمد بشیر احمد حنفی شاہدرہ ٹاؤن لاہور

27 محمد شہزاد ملک حنفی سیفی گوالمنڈی لاہور

28 محمد ارشد حنفی، آستانہ نقشبندیہ سیفیہ ملتان

29 حاجی جمیل احمد سیفی، نشتر روڈ لاہور۔

30 صوفی عبد الحمید سیفی، بولے دی جھگی فیصل آباد

31 صوفی محمد زبیر ایڈووکیٹ فیصل آباد
32 صاحبزادہ سید ناظم علی شاہ، کوٹ محمود شرق پور
33 سید عمر علی شاہ کوٹ محمود شرق پور
34 صوفی معراج دین صاحب رنگ محل، سنہری مسجد لاہور
35 حاجی عبد السلام صاحب، بسم اللہ بلاک، اعظم مارکیٹ لاہور
36 صوفی بہادر علی خاں المعروف بلال صاحب لاہور
37 ملا عبد اللہ افغانی سیفی نکلسن روڈ، لاہور
38 ملک محمد عارف صاحب لاہور
39 صوفی محمد رفیق حنفی، مانگا گاؤں لاہور
40 صوفی بابا محمد سلیم حنفی، سمن آباد لاہور
41 صوفی محمد یوسف حنفی قاسم کالونی شور کینٹ
42 محمد فاروق سیفی، نئی آبادی گوہاوا لاہور کینٹ
43 مولوی عتیق الرحمن سیفی، ادھوال گجرات
44 مولوی قاری حفیظ الرحمن حنفی ادھوال گجرات
45 مولوی محمد صدیق سیفی ادھوال گجرات
46 مولوی محمد فاروق سیفی اسلام آباد
47 مولوی فیض رسول سیفی گجرات
48 صوفی بشیر احمد، کنجاہ گجرات
49 صوفی بشیر احمد کنجاہ گجرات
50 صوفی لیاقت علی حنفی، منڈیالہ رو لاہور
51 صوفی محمد سعید حنفی سیفی لاہور
52 عامر حبیب حنفی لاہور
53 عامر حمید حنفی لاہور
54 صوفی محمد شہباز حنفی لاہور
55 زبیر ہاشمی سیفی فیصل آباد
56 صوفی حمید سیفی فیصل آباد
57 حاجی محمد امین سیفی لاہور
58 صوفی محمد جرار سیفی لاہور
59 محمد عارف سیفی لاہور
60 محمد اسحاق سیفی لاہور
61 صوفی محمد اقبال عابدی سیفی لاہور
62 صوفی محمد بشیر سیفی کنجاہ گجرات

نوٹ:- یہ چند خلفاء کے نام ہیں جو مجھے یاد تھے۔ ان کے علاوہ حضرت مبارک صاحب کے خلفاء کی اگر صرف تعداد لکھی جائے تو اس کے لئے ایک کتاب کی ضرورت ہے۔ اس سے متعلقہ تفصیلی کام حضرت مولانا محمد یوسف معنوی فرما رہے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب بہت جلد تیار ہو جائیگی۔

پیر محمد عابد حسین سیفی